بیاد
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

الحق

ماھنامہ

ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ جولائی ۲۰۰۱ء ۲۰۰۱ء

مُدیر مسئول
مولانا سمیع الحق

قارئین واحباب فوری توجہ دیں

مکتوبات حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کے خطوط ومکاتیب اسلاف کے اخلاص، سادگی ووارفتگی اور حکمت و موعظت جیسی اعلیٰ خصوصیات کا نمونہ تھے جس میں دنیا کے لئے سامان نصیحت وعبرت ہے ان خطوط کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے خود مرتب اور شائع کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ الحمدللہ اب تک کافی ذخیرہ جمع ہوچکا ہے۔ جن بزرگوں، اکابرین یا احباب اور متعلقین کے پاس آپ کے خطوط موجود ہوں وہ اولین فرصت میں اصلی خط یا فوٹو اسٹیٹ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے نام ارسال فرماویں۔ تاکہ مجموعہ میں شامل کرائے جاسکیں۔ دفتر اہتمام دارالعلوم سے معاونین کو جو رسیدی خطوط یا امداد دارالعلوم کے سلسلے میں بھیجی گئی اپیل پر مبنی خطوط حضرت کی طرف سے بھیجے جاتے تھے ان کے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جو خط حضرت کے ہاتھ سے یا ان کی طرف سے املا کرائی گئی ہو وہ جلد از جلد بھیج کر ممنون فرمائیں۔ تاکہ اس مجموعہ میں شامل ہونے سے رہ نہ جائیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

ای بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ---- 36
شمارہ نمبر --- 10
ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
جولائی ۲۰۰۱ء

6 AUG 2001
اکوڑہ خٹک

ماہنامہ الحق

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز : کیا پاک بھارت مذاکرات مسئلہ کشمیر کا حل نکال سکتے ہیں ؟ افغانستان کی سرحدات پر اقوام متحدہ کی مانیٹرنگ ٹیموں کی تعیناتی۔ وفیات حضرت مولانا رشید الدین حمیدیؒ کی رحلت ...... راشد الحق سمیع ۲

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال (ابواب البر والصلہ) .... حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۷

دینی مدارس کے قلعے .... حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ ۱۷

اسامہ بن لادن اور افغانستان پر پابندیاں .... مولانا عبدالسلام ضعیف (سفیر افغانستان) ۲۳

سبعہ احرف اور اس کا مفہوم (قراءات قرآنیہ کے تناظر میں) .... پروفیسر قاری تاج افسر ۲۹

افکار و تاثرات .... مولانا فضل محمد صاحب مدظلہ یوسفزئی ۴۵

طالبان کا نقطہ نظر اور مغربی موقف .... مولانا سید رحمت اللہ ہاشمی ۴۸

تجارت میں حرام و حلال کے اصول .... ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی ۵۳

نعت (اللہ اللہ مصطفیٰؐ ہے بس ذلیل مصطفیٰؐ) .... مولانا حافظ محمد ابراہیم ۵۸

دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۵۹

تعارف تبصرہ کتب .... م ۔ ا۔ ف ۶۱

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر : 630435 , 630340 -(0923)
ای میل نمبر : E-Mail : haqania@nsr.pol.com.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/20 روپے سالانہ =/200 روپے ، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر : مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

کیا پاک بھارت مذاکرات مسئلہ کشمیر کا حل نکال سکتے ہیں ؟

جولائی کے دوسرے عشرہ میں دنیا بھر کی نگاہیں ہندوستان کے دار الخلافہ دہلی اور آگرہ پر مرکوز تھیں کیونکہ وہاں پر دو روایتی حریف ممالک جوکہ ایٹمی قوت سے پوری طرح لیس ہیں' اپنے ایک بہت ہی پرانے اور حل طلب معمہ یعنی مسئلہ کشمیر پر مذاکرات کر رہے تھے۔ اور دنیا بھر کے تجزیہ نگار' دانشور حضرات اس دفعہ کافی امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ اس بار ضرور کچھ نہ کچھ پیش رفت ہوگی۔ کیونکہ دونوں ممالک اپنے تمام تر وسائل اس مسئلہ پر خرچ کر چکے ہیں اور اس مسئلہ کے باعث ہی دونوں ممالک میں تعلقات انتہائی کشیدہ ہیں۔ پھر امریکی دباؤ بھی دونوں ممالک پر بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس لئے ضرور کچھ برف پگھلے گی لیکن سنجیدہ حلقے ہندوؤں کی شاطرانہ فطرت اور ماضی کے حالات وواقعات کے تناظر میں ان مذاکرات کو بھی ناکام قرار دے رہے تھے اور پھر وہی ہوا جس کا اندیشہ ظاہر کیا جارہا تھا یعنی حسب سابق مذاکرات میں مسئلہ کشمیر کا کوئی بھی حل نہ نکل سکا اور اور نہ ہی کوئی مفید پیش رفت ہوسکی۔ اور مکار بھارتی حکمرانوں نے مذاکرات کو ایک سازش کے ذریعے کامیاب ہونے نہیں دیا اور نہ ہی کوئی مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جاسکا۔ اس صورتحال پر نہ صرف دونوں ممالک بلکہ پوری دنیا میں مایوسی کی ایک لہر دوڑ گئی' لیکن اس تمام تر صورتحال کے باوجود یہ بات خوش آئند ہے کہ پاکستانی حکمرانوں نے سابقہ حکمرانوں کی طرح مسئلہ کشمیر پر کوئی سودے بازی نہیں کی اور نہ ہی کسی بزدلی کا مظاہرہ کیا' بلکہ بھارتی حکمرانوں اور خصوصاً وہاں کے اخبارات و مجلات کے مدیران اور نمائندوں کے ساتھ مباحثہ میں کشمیر کا موقف نہایت ہی جرأتمندانہ اور بیباکانہ انداز میں پیش کیا۔ اور یقیناً یہ عوام اور دینی حلقوں کی صحیح ترجمانی تھی' جس پر حکومت کے مخالفین نے بھی اطمینان کا اظہار کیا اور ہندوستانی عوام کو صحیح حقائق کا پہلی دفعہ ادراک ہوا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مسئلہ کشمیر پر اگر مزید سو سال بھی مذاکرات کئے جائیں تو پھر بھی نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا۔ مسئلہ کشمیر کا حل صرف اور صرف مقبوضہ کشمیر میں جہاد میں مصروف عمل تنظیمیں اور وہاں کے عوام کی تحریک آزادی ہی نکال سکتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی بھی حل ممکن نظر نہیں آتا۔ اور جو لوگ بزعم خود انقلابی اور اسلامی تحریکات کے علمبردار بنے بیٹھے ہیں ان مذاکرات سے قبل مجاہدین سے سیز فائر اور بندوقیں خاموش کرنے کی بار بار اپیلیں کر رہے تھے اور یہ نتیجہ اخذ کر رہے تھے کہ ہندوستان پر اس کا اچھا اثر پڑے گا۔

(جبکہ خود ہندوستان نے پاکستان کو مذاکرات کی دعوت دینے کے ساتھ ہی مقبوضہ کشمیر میں عارضی جنگ بندی توڑنے کا اعلان کر دیا تھا جو کہ ایک کھلا تضاد تھا۔) لیکن ان لوگوں کی اپیل کو مجاہدین کی تمام نمائندہ تنظیموں نے حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا اور انہیں ہندوستانی لابی قرار دیا۔ اس کے علاوہ بھی ملک بھر سے ان لوگوں کی مذمت میں آوازیں اٹھیں۔ اس سلسلے میں خصوصاً تحریک طالبان اور جہادی تنظیموں کے سرپرست استاذ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ نے ایبٹ آباد میں جمعیت طلباً اسلام (س) کے تربیتی کنونشن کے موقع پر اپنے خطاب میں ان لوگوں کے اصل چہروں سے نقاب اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ

"جو لوگ جہاد کشمیر میں کیڑے نکال رہے ہیں تو وہ ملت کے غدار ہیں اور اگر کشمیر کا جہاد 'جہاد' نہیں ہے تو دنیا میں کہیں بھی جہاد نہیں ہو رہا' کشمیر کا حل صرف اور صرف جہاد ہے۔ فائر بندی سے مجاہدین کمزور ہی ہوں اور نقصان مجاہدین ہی کا ہوگا۔ دراصل مفادات کے غلام اور غیروں کے اشاروں پر چلنے والے ہی کشمیر میں جہاد کی مخالفت کر رہے ہیں"

اور پھر جو لوگ دونوں ممالک کے درمیان تجارت 'اچھے تعلقات اور دوسرے مسائل کے حل کے بارے میں آئے روز رطب اللسان رہتے ہیں تو وہ یہ حقیقت کیوں بھول جاتے ہیں کہ جب تک دونوں ممالک کے درمیان بنیادی اور حقیقی مسئلہ حل نہیں ہوتا تو باقی فروعی اور دوسرے درجے کے مسائل کیونکر حل ہو سکتے ہیں؟ اب جبکہ مسئلہ کشمیر اپنے حل ہونے کے نہایت ہی قریب ہو گیا ہے تو ان حالات میں فی الحال دوسرے معاملات کی بات نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنی تمام تر توانائیاں جہادی 'سیاسی اور سفارتی محاذ پر صرف کرنی چاہئیں۔

اور ہم یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ مستقبل میں جب بھی بھارتی وزیر اعظم واجپائی پاکستان کا دورہ کرنے آئیں تو جنرل پرویز مشرف ان کے سامنے اپنا وہی سابقہ موقف جرأت اور بہادری سے بیان کریں کہ پاکستانی قوم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گی جب تک کہ مقبوضہ کشمیر بھارتی تسلط سے پوری طرح آزاد نہ ہو جائے اور ہماری آپس میں دوستی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ کشمیر میں جاری ظلم و ستم بند نہ کیا جائے۔ اور ان پر واضح کیا جائے کہ اگر تم لوگ جنگ کے لئے تیار ہو تو پاکستان بھی جہاد کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ اگر فوج نے اس بار تھوڑی سی بھی مزید استقامت دکھائی اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی تو انشاء اللہ یہ بزدل دشمن زیادہ نہیں ٹھہر سکیں گے۔ اور جرأت و بہادری اور جہاد ہی مسلمان قوم کی خصوصیت اور تاریخ رہی ہے۔

افغانستان کی سرحدات پر اقوام متحدہ کی مانیٹرنگ ٹیموں کی تعیناتی پاکستانیوں کے لئے قابل قبول نہیں

افغانستان پر کچھ عرصہ قبل امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے جو ناجائز اور ظالمانہ پابندیاں ناحق لاگو کی گئی تھیں اور جس کے نتیجہ میں وہاں پر ہزاروں بے گناہ افراد کا قتل عام کیا گیا اب اس پر اکتفا کے بجائے پاکستانی سرحدات پر بھی اقوام متحدہ اپنی مبصر ٹیمیں مقرر کر رہی ہے تاکہ غذائی اجناس اور دیگر ضروریاتِ زندگی افغان عوام تک نہ پہنچ پائیں۔ اس صورتحال اور امریکی نائب وزیر خارجہ کرسٹینا راکا کی پاکستان آمد پر لکھنے کا ارادہ تھا لیکن رسالہ پریس میں جانے کیلئے تیار تھا اسی لئے اس نازک صورتحال پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا اخباری بیان اس کی جگہ شامل کیا جارہا ہے۔ ....(مدیر)

پاکستان کی چھتیس دینی سیاسی اور جہادی تنظیموں کے مشترکہ پلیٹ فارم "دفاع افغانستان کونسل" نے افغانستان پر امریکی پابندیوں کے سلسلہ میں پاکستان میں اقوام متحدہ کے مبصرین کی مانیٹرنگ ٹیمیں متعین کرنے پر شدید احتجاج کیا ہے۔ کونسل کے چیرمین اور جمعیت علماً اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق صاحب نے اس سلسلہ میں کونسل کے سرکردہ رہنماؤں سے مشورہ کے بعد ایک بیان میں امریکہ اور اقوام متحدہ کے ایسے اقدامات کو پاکستان کی داخلی خودمختاری اور معاملات میں صریح مداخلت قرار دیتے ہوئے ایسے اقدامات کی مزاحمت کا اعلان کیا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ کے ان بیانات پر بھی شدید غم و غصہ کا اظہار کیا۔ جن میں طالبان کی مانیٹرنگ کے معاملہ پر اقوام متحدہ سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ مولانا نے کہا کہ اس طرح تو پاکستان نے خود اپنے لئے تباہی کا گڑھا کھود کر خودکشی کا سامان فراہم کر دیا ہے۔ کیونکہ کل اقوام متحدہ کشمیر کی تمام سرحدات پر بھی اور خصوصاً نام نہاد کنٹرول لائن پر بھی مانیٹرنگ کیلئے ٹیمیں مقرر کر سکتی ہے۔ تو پھر اسکے خلاف احتجاج کا کیا جواز رہ جائے گا؟ مولانا سمیع الحق نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ روس جیسی سپر پاور بارہ سالہ ظالمانہ قبضہ کے دوران افغانستان کی سرحدات کو مانیٹر نہیں کر سکا تو امریکہ کا ایسا کرنا اسکی صریح خام خیالی ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ قبائل کا اپنا نظام ہے۔ ٹرائیبل ایریا میں پاکستان وہاں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتا تو امریکہ ہزاروں میل دور سے کیسے من مانی کر سکے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کو محض بدنام کرنے کیلئے ایسے اقدامات کئے جارہے ہیں جبکہ وہ ہرگز افغانستان کی مدد نہیں کر رہا۔ امریکہ پاکستان کے ایٹمی قوت ہونے

کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مسئلہ ڈھونڈ ھتارہتا ہے کہ پاکستان کی خود مختاری ختم کی جائے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ امریکہ کے مجوزہ اقدامات یکطرفہ اور صریح ظالمانہ ہیں جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ افغانستان میں شمالی اتحاد کی سرحدات اور ایرانی بارڈر پر مبصرین کی تعیناتی کا اعلان نہیں کیا گیا بلکہ اسے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل ،فلسطین میں صریح ظالمانہ کاروائیاں کر رہا ہے اور جی ایٹ کے ممالک نے وہاں مبصرین تعینات کرنے کے مطالبہ کے باوجود اسرائیلی سرحدات پر اقوام متحدہ مبصرین تعینات کرنے سے گریز کر رہا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ وہ دفاع افغانستان کونسل کے رہنماؤں سے اس سلسلہ میں صلاح و مشورہ کر رہے ہیں اور بہت جلد اس بارے میں مل بیٹھ کر مشترکہ لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ مولانا سمیع الحق نے امریکی نائب وزیر خارجہ کرسٹینا راکا کے حالیہ دورہ پاکستان کی سرگرمیوں اور صرف قوم پرست لادین اور سیکولر سیاسی جماعتوں کے لیڈروں سے ملاقاتوں پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس دورے کا مقصد افغانستان کے طالبان حکومت اسامہ بن لادن اور پاکستان کی جہادی اور دینی قوتوں کے خلاف سیاسی جماعتوں کو بھڑکانا تھا اور انہیں نام نہاد انتہا پسندی کا ہوا دکھا کر دینی قوتوں سے محاذ آرائی پر مجبور کرنا تھا مگر یہاں کی دینی قوتیں ان ساری سازشوں پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔

متعلقین دارالعلوم دیوبند سے گزارش

اکابر دارالعلوم دیوبند میں سے ایک برگزیدہ اور عارف باللہ ہستی حضرت مولانا سید اصغر حسین المعروف بہ "میاں صاحب" کی ایک جامع سوانح حیات مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دیوبند (انڈیا) میں ترتیب دی جارہی ہے۔ حضرت میاں صاحب سے علمی و روحانی فیض حاصل کرنے والوں ، خصوصاً حضرت کے شاگردوں و عقیدت مندوں سے گزارش ہے کہ حضرت میاں صاحب کی شخصیت کے کسی بھی گوشے سے متعلق کوئی عام یا ذاتی واقعہ یا معلوماتی مواد آپ کے ذہن میں محفوظ ہو یا تحریری شکل میں موجود ہو یا آپ کے علم میں ہو تو براہ کرم وہ تمام یادداشتیں اور تحریریں درج ذیل پتے پر ارسال فرمادیں آپکا بھیجا ہوا مواد زیر ترتیب سوانح حیات میں آپ ہی کے نام اور حوالے سے شامل کتاب کیا جائے گا۔ خطوط ، درسی تقریریں اور ارشادات و ملفوظات اصل یا فوٹی کاپی کرا کر ارسال فرما سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس علمی تعاون کا اجر عطا فرمائیں۔

مولانا ڈاکٹر سید فرحت حسین

فلیٹ بی۔ ۱۲ مہابانی ہائیٹس ۔ ابوالحسن اصفہانی روڈ، گلشن اقبال ، کراچی

فون: 021- 4976233

حضرت مولانا رشید الدین حمیدیؒ کی رحلت

خانوادۂ حضرت مدنی قدس سرہ کے بہت ہی نامور فرد اور بزرگ عالم دین اور مدرسہ شاہی مراد آباد کے مہتمم گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے ۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا رحمہ اللہ حضرت مدنیؒ کے رشتہ میں داماد تھے ۔آپ بہت سی خوبیوں اور صفات میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے پرتو تھے۔ مولاناؒ کی جدائی تو پوری امت کیلئے بڑا سانحہ ہے لیکن خصوصاً عقیدت مندان حضرت مدنی رحمہ اللہ کیلئے بھی یہ ایک بڑا جانکا صدمہ ہے۔ مولانا مرحوم جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو ضرور دارالعلوم حقانیہ کو اپنے قدوم سے مشرف فرماتے۔ دارالعلوم حقانیہ اور ادارہ الحق آپ کے سانحہ وفات پر آپ کے صاحبزادگان و عزیز و اقارب کیساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔ ذیل میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا وہ تعزیتی مکتوب بھی شائع کیا جارہا ہے جو آپ نے اس موقع پر حضرت مولانا محمد اسعد مدنی' مولانا محمد ارشد مدنی اور حضرت کے صاحبزادگان و پسماندگان کے نام ارسال کیا تھا۔

گرامی مرتبت صاحبزادگان و متعلقین حضرت اقدس مولانا رشید الدین حمیدی قدس سرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کل جامعہ مدنیہ لاہور کے ماہوار رسالہ کی ورق گردانی کرتے ہوئے یکایک حضرت مولانا رشید الدین صاحب قدس سرہ کی وفات کا علم ہوکر سکتہ سا طاری ہوگیا' ابھی تک کسی نے ذکر ہی نہیں کیا تھا۔انا للہ وانا الیہ راجعون کل من علیھا فان ۔ حضرت کی شفقت و محبت اور پھر انکی جامع الصفات شخصیت اور منبع خیر و برکت ہونے کی حیثیت سے یہ حادثہ حادثہ جانکاہ ہے مگر مرضی مولیٰ کے سامنے بجز صبر و شکر کے چارہ نہیں پاکستان جب بھی تشریف لائے حضرت والدہ ماجد (شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ) کیساتھ گہرے تعلق کی وجہ سے اکوڑہ خٹک بھی تشریف لاتے۔ یہ تعلق طرفین کا آخر دم تک قائم رہا۔ خانوادۂ شیخ مدنی کیلئے یہ ایک بڑا سانحہ ہے ہم سب خدام اس صدمہ میں پورے خاندان متعلقین متوسلین دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ شاہی مراد آباد کے ساتھ شریک تعزیت ہیں دارالعلوم میں رفع درجات کی دعائیں کی گئیں۔

والسلام

(مولاناؒ) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک 'خادم جمعیت علماء اسلام پاکستان

درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط و ترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

ابواب البر والصلة

والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی

ربط ابواب :

ابواب اطعمہ اشربہ کے بعد امام ترمذیؒ وہ ابواب لانا چاہتے ہیں جن کا تعلق بر، نیکی، صلہ رحمی اور حسن خلق کے ساتھ ہیں

(۱) گویا طعام اور شراب پر جسمانی زندگی اور حیات کا مدار ہے اسکے بغیر زندگی نہیں گزر سکتی، اسی طرح ان کی روحانی معنوی زندگی اور انسانیت کے لئے مابہ الامتیاز صفات کے بغیر زندگی ممکن نہیں ان صفات کا ذکر اکل و شرب سے زیادہ اہم ہیں ان صفات کی وجہ سے انسان انسان ہے اور اشرف المخلوقات ہے۔ امام ترمذیؒ ان ابواب کو بیان کرتے ہیں۔

(۲) . گویا اس ماقبل میں طعام و شراب یعنی ظاہری خوراک کا بیان تھا اور یہاں معنوی غذا اور روحانی معنوی و اخلاقی طعام و شراب کا ذکر ہے۔

(۳) ماقبل ابواب کا تعلق خلق اور جسم کے ساتھ تھا اور ان ابواب کا تعلق خلق کے ساتھ ہے جس طرح جسمانی خلق و خلقت میں ان ابواب کو ملحوظ رکھنا ہوگا اسی طرح خلق اور اخلاق میں یہاں بیان کردہ ہدایات کو سامنے رکھنا ہوگا۔

بر و صلہ کا لغوی معنی :

بر اور صلہ دونوں ہم معنی الفاظ ہیں البتہ بر بکسر البا کا معنی احسان اور کسی کے ساتھ نیکی کرنا اور صلہ کا معنی بھی کسی کے ساتھ نیکی کرنا ہے اور احسان کرنا ہے بر کا تعلق بھی غیر کے ساتھ ہے، اور صلہ کا تعلق بھی غیر کے ساتھ ہے۔ البتہ بر باء کے زبر کے ساتھ اور بار کا معنی ایک ہے بر کی جمع ابرار ہے اس لفظ کا استعمال اکثر

اولیاء اللہ اور زھاد کیلئے ہوتا ہے

البتہ یہاں خاص معنی مراد ہے بر الوالدین یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرنا جیسا کہ ارشاد باری ہے : وبراً بوالدیه (الایة) جو نیکی والدین کے ساتھ کی جائے اس کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اسی کو احسان بالوالدین کہا جاتا ہے اس کے مقابل میں عقوق الوالدین ہے یعنی والدین کی نافرمانی کرنا تو گویا والدین کے ساتھ احسان کرنا بر ہے اور ان کی نافرمانی کرنا ان کے ساتھ بد سلوکی کرنا عق اور عقوق ہے۔ ان کے حقوق کا خیال رکھنا بر ہے اور ان کے حقوق کو ضائع کرنا عقوق ہے تو گویا بر خاص ہے والدین کے ساتھ اور صلہ عام ہے چاہے والدین ہوں یا رشتہ دار اور جملہ ذوالاحام کے ساتھ صلہ ہے ۔

باب ماجاء فی بر الوالدین

والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنا

حدثنا بندار حدثنا یحییٰ بن سعید حدثنا بهز بن حکیم حدثنی ابی عن جدی قال : قلت یا رسول الله من ابر؟ قال امك قال قلت ثم من ؟ قال ا مك قال قلت ثم من؟ قال امك قال قلت ثم من ؟ قال ثم اباك ثم الاقرب فالاقر ب ۔

وفی الباب عن ابی هریرةؓ عبدالله بن عمرو عائشةؓ و ابی الدرداؓ و بهز بن حکیمؓ هوا ابن معاویة بن حیدة القشیری ۔

هذا حدیث حسن وقد تکلم شعبه فی بهزبن حکیم وهو ثقة عند اهلِ الحدیث وروی عنه معمر وسفیان الثوری و حماد بن سلمة وغیرو احد من الائمة

ترجمہ : ہمیں بندار نے روایت کی انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے بھز بن حکیم سے آپ نے اپنے باپ حکیم سے اور انہوں نے اپنے باپ (معاویہ بن حیدة) سے آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں کس کے ساتھ نیکی کروں ؟ تو آپؐ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ پھر میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ نیکی کروں ؟ تو آپؐ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ پھر میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ ؟ تو آپؐ نے پھر کہا کہ اپنی ماں کے ساتھ پھر میں نے کہا کہ کس کے ساتھ ؟ تو آپؐ نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر اقرب فالاقرب کے ساتھ ۔

اس باب کے میں حضرت ابو ھریرہ ' عبداللہ بن عمرو ' عائشہ ' ابو الدردا ' رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے

روایات مروی ہیں۔

سندی بحث　　بھز بن حکیم ابن معاویہ بن حیدہ القشیری ہے۔ شعبہ نے بھز بن حکیم میں کلام کیا ہے حالانکہ وہ محدثین کے ہاں ثقہ ہیں ان سے معمر، سفیان الثوری، حماد بن سلمہ اور بہت سارے ائمہ نے روایت کی ہے۔　　وقد تکلم شعبه فی بهز ابن حکیم وهوثقه عنداهل الحدیث۔

بھز بن حکیم کے بارے میں شعبہ نے کلام کیا ہے ابو حاتم ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لا یحتج به اور امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ محدثین کا ان کے بارے میں اختلاف ہے مگر امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بھز بن حکیم ثقہ ہے مروی ہے اسلئے کہ ان سے معمر، سفیان ثوری، حماد بن سلمہ اور بہت سارے ائمہ حدیث نے روایت کی ہے

اسی طرح ابن مدینی، یحییٰ بن سعید القطان، اور امام نسائی نے اس کی توثیق ہے ابن عدی فرماتے ہیں میں نے اس کی کوئی روایت منکر نہیں دیکھی اور میں نے ثقات میں سے کسی کو اس سے روایت کرنے میں اختلاف پر نہیں دیکھا۔ اور امام ابو داؤد نے کہا ہے کہ میرے نزدیک بھز ثقہ ہے۔

اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ماں کے ساتھ حسن وسلوک زیادہ کرنا چاہیے اور باپ کی تعظیم زیادہ کرنا چاہیے یعنی باپ کے ساتھ تعظیم کے جملہ آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے مثلاً اگر باپ کے ساتھ مجلس میں بیٹا ہو تو اس کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھے، چارپائی میں اس کے سرہانے نہ بیٹھے، اور ماں کے ساتھ حسن وسلوک کا مطلب یہ ہے خدمت میں ماں کو مقدم رکھا جائے۔

والدین کی اہمیت　　امام ترمذیؒ اھم فالاھم ذکر نا کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں بر الوالدین اور ان کے ساتھ احسان کرنا کو اپنے حقوق کے ساتھ متصل ذکر کیا ہے اور دیگر انسانوں اور عباد کے حقوق پر ان کے حقوق کو ترجیح دی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے عقوق کو اشراک باللہ کے بعد ذکر ان کی قباحت کو واضح کرنے کیلئے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا شکریہ ادا کرنے کے بعد والدین کی شکر گزاری کا حکم دیا ہے۔

ان اشکرلی وللوالدین (الاية) کہ میرا شکریہ ادا کرو اور پھر والدین کا شکر گزار ہو۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

وقضی ربك الا تعبدو الا اياه وبالوالدين احساناً اما يبلغن عندك الكبر احدهما اوكلهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولاً كريما و احفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني ضغيراً (الاية)

”تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے

ادب سے بات کرو اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔" (سورۃ الاسرآ : ۷ ایا ۲۳)

لہذا قرآن کریم نے عباد الرحمان میں سے کسی اور چیز کو اتنی اہمیت نہیں دی ہے جتنی اہمیت والدین کو دی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد والدین اولاد کے سب سے بڑے محسن ہیں۔

محسن کائنات :

کائنات کا سب سے بڑا محسن اللہ جل شانہ ہے کہ انہوں نے کائنات کو پیدا فرمایا تو سب سے اول ان کا شکر گزار ہونا چاہیے اور پھر والدین کا کیونکہ انہوں نے آپکی پرورش کی وہ آپکے تخلیق کا ذریعہ بنے ہیں' تو مخلوق کے اندر گویا وہ آپ کے خالق مجازی ہیں' مخلوقات میں سے جتنے محسن والدین ہیں اتنا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

محسن روحانی :

نبی کریم ﷺ تمام کائنات کے محسن معنوی اور محسن روحانی ہیں' مخلوق میں سب سے زیادہ محسن اعظم ہے اور ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا ہے۔

دنیا کے یہ تمام محسنین در حقیقت انکی تباہی و ھلاکت کا سبب بن جاتے ہیں جب تک نبی کریم ﷺ کا احسان ھدایت ایمانی شامل نہ ہو جائے استاد بھی محسن ہیں کہ تمہیں سائنس و ٹیکنالوجی' فلسفہ کی تعلیمات دے مگر اس میں اگر دین نہ آیا تو تمہیں یہ تعلیم جہنم پہنچادے گا اسی طرح والدین نے تمہاری جسمانی پرورش کی خوب کھلایا پلایا جس سے تمہارا جسم پھولا' پھلا لیکن دینی تعلیم سے محروم رکھا ایمان کی دولت نہ دی تو تمہیں خوب موٹا تازہ بنا کر جہنم کے ایندھن بنادیں گے۔ اسی طرح کسی والدین نے دولت چھوڑی 'تمہیں بہت مال و دولت دی جس کی وجہ سے تم نے عیاشیاں شروع کیں اس مال سے صدقات و خیرات نہ دے تو وہ احسان مال بھی تمہاری ھلاکت کا ذریعہ ہے۔ لیکن جب اس میں ایمان کی دولت شامل ہوئی تو ان نعمتوں کی تکمیل ہوئی وكنتم على شفاحفرة على النار فانقذكم منها (الاية) تو ایمان نے ان سب اشیا میں روح پیدا کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولاً انفسهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانو امن قبل لفى ضلل مبين (الاية)

"اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے اگر چہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے وہ تمام اشیاء سب ھلاک ہو جاتے ہیں لیکن جب ایمان آجائے تو سبب نجات بن جاتے ہیں۔

قلت یا رسول الله من ابر:

بھز بن حکیم دادا سے روایت کرتے ہیں اے اللہ کے رسول میں سب سے زیادہ احسان کس کے ساتھ کروں۔ قال امك آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ثم قال قلت ثم من ؟ پھر کس کے ساتھ احسان کروں قال امك کہ اپنی ماں کے ساتھ ۔ قال قلت ثم من قال امك۔ کہ اپنی ماں کے ساتھ' سائل نے تین بار سوال دھرایا اور آپ ﷺ نے ماں کے ساتھ احسان کرنے کی نشان دہی کی۔ چوتھی بار جب آپؓ نے عرض کیا ثم من ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اباك کہ اپنے باپ کے ساتھ نیکی اور احسان کرو ثم القرب فالاقرب۔

ماں اور باپ کے حقوق میں اہمیت کس کی ہے :

اس روایت سے بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ ماں کے حقوق کہ باپ سے زیادہ تین گنا اہم ہیں اس لئے کہ والدہ نے پرورش میں بہت زیادہ تکالیف اٹھائی ہے کافی صعوبتیں برداشت کی ہے مثلاً (۱) صعوبت حمل (۲) صعوبت وضع حمل' (۳) صعوبت رضاعت وغیرہ' دوڈھائی سال والدہ بچے کے ساتھ شب گیری کرتی ہے اس کے بول وبراز کو صاف کرتی ہے اس کو دن رات دودھ پلاتی ہے تو والدہ چونکہ ان تکالیف میں متفرد ہے باپ اس میں شریک نہیں ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے تین بار اس کے حقوق اور اہمیت کا ذکر کیا۔ شراح حدیث نے لکھا ہے تثلیث کا ذکر ان امور کے مقابل ہے جو ماں کے ساتھ خاص ہے یعنی حمل کی مشقت وضع حمل کی مشقت اور رضاعت کی محنت۔ لیکن راجح بات یہ ہے کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں اولاد کیلئے مساوی حیثیت رکھتے ہیں دونوں کی قدر و قیمت ایک ہے۔ جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو رسول اللہ ﷺ والدین کو ایک دوسرے پر ترجیح دینا نہیں چاہتے۔ مگر یہاں آپ ﷺ کا تینوں بار امک کہنا سوال کرنے کے حالات کی وجہ سے تھا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار کو مرض کے مطابق نسخہ دیا کرتے تھے تو شاید کہ سائل اپنی ماں کے حقوق میں بے پرواہی کرتا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے تین بار امك امك فرمایا ہے اکثر لوگ والدہ (ماں) کو بے سروسامان بے پرسان چھوڑ دیتے ہیں اس کا پوچھتے تک نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسی وجہ سے ماں کے ساتھ احسان کرنے پر زور زیادہ دیا ہے اور اہتمام کے ساتھ تین بار امك ' امك فرمایا

موجودہ معاشرہ اور ماں کے ساتھ بے اعتنائی :

اس معاشرے میں بھی جب لڑکا شادی کر لیتا ہے تو پھر والدہ کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنے لگتا ہے اور والد کے ساتھ جڑا رہتا ہے اس لئے کہ یہ باپ کا محتاج ہوتا ہے اس سے ڈرتا ہے باپ کے میراث اور اس کی دولت پر نظر ہوتی ہے اور یہ ڈر بھی رہتا ہے کہ اگر باپ کے ساتھ زیادتی کی تو گھر سے نکال دے گا۔ اگر گستاخی کی تو پیسے

نہیں بھیجے گا تو ان ضروریات کے تحت باپ کی ناراضگی سے بچتا رہتا ہے خود غرض کے درجہ سے نافرنی نہیں کرتا۔ ماں چونکہ ضعیف البنیان ہوتی ہیں اور صاحب کی بیگم صاحبہ گھر آئی ہوئی ہے تو اب ماں کی کیا اہمیت باقی ہے دوسری طرف بیوی کا مطالبہ ہوتا ہے کہ اس کو (ماں کو) گھر سے نکالو آج کل تقریباً ہر گھر میں ساس اور بہو کا تنازع ہے ان کی آپس میں جنگ وجدل کا بازار گرم ہے بیٹا اکثر بیوی کا غلام ہوتا ہے' تو وہ بیوی کے کہنے پر ماں پر ظلم وزیادتی کرتا ہے اس کے حقوق کو صحیح ادا نہیں کرتا' تو رسول اللہ ﷺ کو انداز تھا کہ یہ صحابی ماں کے حقوق کی ادائیگی میں سرد مہری سے کام لیتا ہے تو اس کی مرض اور بیماری کا یہی نسخہ ہے

والد کی مشقتیں :

ماں باپ کے مابین فرق نہیں کرنا چاہیے اگر والدہ بچے کی پیدائش ،حمل اور اس کی رضاعت کے شدائد میں متفرد ہے تو باپ دوسری مشقتوں اور محنتوں میں متفرد ہوتا ہے بچوں کی ماں سے شادی کرنے کیلئے کئی سالوں تک محنت مزدوری اور مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ گھر بار سے کئی سالوں تک باہر سعودیہ' دوبئی اور یورپ ممالک میں سفر کی مصیبتیں برداشت کرتا ہے بعض علاقوں میں تو عورتیں فروخت کی جاتی ہیں تو یہ مرد ہزاروں لاکھوں کی فراہمی کے لئے سالوں سال محنت کرتا رہا کہ شادی ہوگئی تو دو دن بعد بیوی نے گھر کے نان و نفقہ کا مطالبہ شروع کیا تو بیچارے نے سرور شہر یعنی ایک ماہ کی لذت بھی صحیح طریقے سے نہیں پاسکا۔

ایک اعرابی کی زبانی نکاح کی تعریف :

حضرت علیؓ نے کسی اعراب سے پوچھا کہ ما ذالنکاح؟ نکاح (شادی) کیا چیز ہے ؟ تو اس نے جواب دیا سرور شہر ایک ماں کی خوشیاں ہیں۔ ہنی مون مناتا ہے پیار ومحبت ہوتی ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا ثم ماذا ؟ تو انہوں نے عرض کیا لزوم مہر کہ مہینہ بعد عورت کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور مطالبے شروع ہو جاتے ہیں کہ مہر ادا کرو' تو آپؓ نے فرمایا ثم ماذا ؟ تو اعرابی نے عرض کیا ھموم دھر کہ پو چھومت پھر ساری زندگی کا غم ہے موت تک محنت ومزدوری سے جان نہیں چھوٹے گی 'اس لئے کہ شادی کے بعد جب بچے پیدا ہو جائیں تو ان کی تعلیم وتربیت ان کے کھانے پینے ان کی شادی وغیرہ کی ساری ذمہ داریاں باب پر لازم ہیں تو باپ ان سارے مشقتوں میں متفرد ہے' والدہ تو صرف دو ڈھائی سال کی تکلیف برداشت کرتی ہے تو باپ کیلئے یہ عمر قید کے برابر ہے۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا ثم ماذا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ کسو ر ظھر کہ مشقتوں اور بوجھ اٹھا کر پیٹھ اور کمر ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا ثم ماذا؟ پھر کیا ہوگا تو اس نے عرض کیا کہ دخول قبر : کہ اخر کار یہ زندگی تمہیں قبر میں داخل کردے گی تو باپ کتنی تکالیف اور مشکلات اٹھانے میں اکیلا ہے اصل بات یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق نہیں کرنا چاہیے۔

لہذا اگر کوئی باپ کا خیال نہیں رکھتا تو استاد ' پیرو مرشد 'اور طبیب وغیرہ ہر محسن کہے گا کہ جن کا زیادہ حق ہے تو اوروں کا کب شکر گزار ہو سکے گا۔ والد اوسطہ ابواب الجنۃ کہا گیا ہے جنت کا مختصر اور آسان دروازہ ہے اور دونوں مصر عین ہیں یعنی ماں باپ جنت کے دو دروازوں کی دہلیز ہیں۔

اگر چہ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ باپ کا حق اعظم اور بڑا ہے تو صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے آپؐ سے پوچھا کہ من ابر تو آپ ﷺ نے فرمایا بر امك تو یہاں بر محذوف ہے۔

حضرت اویس قرنی کو والدہ کی خدمت کا صلہ :

ماں کی خدمت سعادت ہے انسان کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیتا ہے ' حضرت اویس قرنیؒ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے مگر آپؐ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا' ان کو آپ ﷺ کی زیارت کا بڑا اشوق تھا لیکن ادھر ماں کی خدمت سفر سے مانع تھی اس لئے انہوں نے آپ ﷺ کو خط لکھا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں لیکن میری والدہ بیمار ہیں ان کو میری خدمت کی اشد ضرورت ہے میں کیا کروں ؟ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ میری زیارت کے لئے مت آؤ' اپنی والدہ کی خدمت کرو' چنانچہ آپؒ نے نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل سعادت سمجھا اور زیارت کا ارادہ ترک کیا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور آپؒ حضور ﷺ کی زیارت نہ کر سکے۔

والدہ صاحبہ کی خدمت کا یہ صلہ ملا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو خواب میں ارشاد فرمایا کہ یمن کے علاقے قرن سے ایک صاحب آئے گا اسکی یہ یہ علامت ہو گی جب وہ مدینہ منورہ آئے تو اس سے اپنے لئے دعا کروانا' چنانچہ یمن سے جو قافلہ آتا حضرت عمرؓ اس کے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر جاتے اور حضرت اویس قرنیؒ کے بارے میں دریافت کرتے ' آخر کار آپؓ کو معلوم ہوا کہ اس قافلہ میں اویس قرنیؒ تشریف لا رہے ہیں لہذا ان کے استقبال کے لئے آپؓ مدینہ سے باہر گئے۔

اور ان کا استقبال کیا پھر حضرت اویس قرنی کا پتہ لگایا' آپؓ بہت خوش ہوئے جو حلیہ (صفات) آپ ﷺ نے آپ کو خواب میں بتائے تھے وہ ان میں موجود تھی' چنانچہ آپؓ ان سے اپنے لئے دعا کرنے کی درخواست کی کہ آپؒ میرے حق میں دعا فرمائیں' حضرتؒ نے فرمایا کہ میرے پاس دعا کروانے کے لئے کیوں تشریف لائے ؟ اس کی کیا وجہ ہے ؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ وصیت فرمائی کہ جب قرن سے اس حلیہ والے صاحب مدینہ آئے تو ان سے اپنے لئے دعا کروانا' اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے گا یہ سن کر حضرت اویس قرنیؒ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ یہ تھا والدین کی خدمت کا صلہ کہ حضرت عمر فاروقؓ جیسے عظیم شخصیت نے اپنے لئے ان سے دعا کروائی۔

بابُ

حدثنا احمد بن محمد' حدثنا عبدالله بن المبارك عن المسعودی عن الولید بن الغیزار عن ابی عمرو الشیبانی عن ابن مسعود قال' سالت رسول الله ﷺ فقلت : یا رسول الله ای الاعمال افضل؟ قال الصلاة لمیقاتها ' قلت ثم ماذا یا رسول الله ؟ قال برالوالدین قال قلت ثم ماذا یا رسول الله ؟ قال الجهاء فی سبیل الله ثم سکت عنی رسول الله ﷺ ولواستزدته لزادنی هذا حدیث حسن صحیح۔

وقدرواه الشیبانی وشعبة و غیر و احد عن الولید بن الغیزر وقد روی هذا الحدیث من غیروجه عن ابی عمروالشیبانی عن ابن مسعود وابو عمر الشیبانی اسمه سعدبن ایاس

ترجمہ : ہمیں احمد بن محمد نے روایت کی انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے روایت انہوں نے مسعودی سے انہوں نے ولید بن الغیزار سے انہوں نے ابو عمرو الشیبانی سے انہوں نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے ؟ آپؐ نے فرمایا نماز اپنے اوقات میں ادا کرنا' میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ پھر کونسا عمل ؟ آپؐ نے فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا پھر میں نے کہا اے اللہ کے رسول پھر کون سا عمل ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے خاموش ہوئے اگر میں مزید سوال کرتا تو آپؐ اور مزید فرماتے۔

سندی حدیث

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس روایت کو شیبانی' شعبہ اور بہت سارے علماً نے ولید بن الغیزار سے روایت کی' اس روایت کو ابو عمرو الشیبانی عن ابن مسعود سے دوسرے سند کے ساتھ روایت کی ہے ابو عمرو الشیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

تشریح : یہ باب بھی بر صلہ اور نیک اعمال سے متعلق ہے عبداللہ ابن مسعود رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں کہ ای الاعمال افضل ؟ کہ یا رسول اللہ اعمال میں سے کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے :العمل ! ماصدر من الانسان کو کہا جاتا ہے اس کا تعلق چاہے قلب سے ہو یا زبان سے اور یا جوارح سے تو آپ ﷺ نے جواباً فرمایا الصلاۃ لمیقا تھا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کی بہت اہمیت ہے تو یہ

افضل الاعمال اور احب الاعمال ہے پھر والدین سے بھلائی ہے پھر جہاد فی سبیل اللہ احب اور افضل الاعمال ہے۔

افضل الاعمال کے بارے میں روایات کا تعارض :

لیکن اس روایت کا دوسری روایات کے ساتھ تعارض ہے اس لئے کہ دوسرے روایات میں دوسرے اعمال کو افضل اور احب کہا گیا ہے جیسے حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ یارسول ای عمل خیر کہ کونسا عمل بہتر ہے تو آپؐ نے جواب دیا الایمان باللہ وجہاد فی سبیل اللہ کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا تو اس روایت میں ایمان کے بعد جہاد کو اہمیت دی گئی اور اس کو خیر العمل قرار دیا گیا اور ابو سعید الخدری کی روایت رجل یجاھد فی سبیل اللہ وہاں مجاہد کو فضیلت دی گئی ہے اور یہاں کی روایت میں نماز کو فضیلت واہمیت دی گئی ہے تو ان روایت میں کیسے تطبیق کریں گے ؟

الجواب پہلی تطبیق :

تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سائل کیلئے ان کے احوال کے مناسبت سے جواب دیا کہ کون سی چیز اس کے لئے زیادہ ضروری ہے تو اس کی کیفیات وحالات کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا ہے۔ مثلاً ایک آدمی شب وروز نماز میں مشغول ہے اور دوسری طرف جہاد کا اعلان کیا گیا اور وہ جہاد کا نام تک نہیں لیتا تو عند السوال تم اس کو کہو گے کہ جہاد اھم ہے اس لئے کہ وہ نماز میں تو ہر وقت مشغول رہتا ہے لیکن جہاد سے پہلو تہی کرتا ہے یا کوئی تبلیغی ہے کہ وہ ہر وقت تبلیغ دین میں مشغول ہے لیکن جہاد کا نام تک نہیں لیتا تو دعوت الی اللہ کتنا ہی اہم کام ہے مگر اس کے حال کے مطابق تم اسکو کہو گے کہ جہاد افضل ہے۔

ایک وہ طالب علم ہے کہ وہ شب وروز عبادات میں مشغول ہے نمازیں بھی پڑھتا ہے تبلیغ بھی کرتا ہے سیاست بھی کرتا ہے اور جہاد میں بھی شریک ہوتا ہے مگر اپنا اصلی کام تعلیم وتعلم اور مطالبہ نہیں کرتا تو اگر وہ تم سے سوال کرے کہ کون سا عمل افضل ہے ؟ تم اس کو کہو گے کہ کم بخت تمہارے لئے تعلیم وتعلم اور کتابوں کا مطالعہ افضل ہے۔

اسی طرح ایک آدمی نماز میں کوتاہی کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو اندازا تھا کہ نماز میں یہ شخص اہتمام نہیں کرتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز افضل ہے تاکہ اس کو نماز کی اہمیت معلوم ہو جائے جیسا کسی ڈاکٹر یا طبیب سے پوچھا جائے کہ طاقت کے لئے کونسا وٹامن زیادہ مفید ہے تو ڈاکٹر ہر ایک کے لئے ایک دوائی یا وٹامن کا نام نہیں لے گا بلکہ کسی کو وٹامن اے بتائے گا کسی کو بی 'کسی کو سی' اس لئے کہ پہلے ڈاکٹر اس شخص کی تشخیص کرے گا اور لیبارٹری سے رپورٹ لے گا تب طبیب دوائی تجویز کرے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ کو سائل کا سارا نقشہ سامنے تھا تو آپ نے مناسب حال کے تحت جواب دیا۔

دوسری تطبیق :

وقت اور حالات کی ضرورت کے مطابق جواب دیا ہوگا مثلاً ملک میں جہاد ہو رہا ہو کفار کی طرف سے نفیر عام ہو چکا ہے تو اس وقت مدرسہ، تبلیغ چھوڑ دو اور جہاد میں شریک ہو جاؤ اس لئے کہ اس وقت کے تقاضوں کی وجہ سے جہاد افضل و اہم ہے۔ تو ایسے حالات میں جب کسی نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ؐ نے جواب دیا کہ جہاد افضل ہے۔ اور عام حالات میں جب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبادات افضل ہے۔

تیسری تطبیق :

تیسری بات یہ کہ خیر الاشیاء کذا کا مطلب یہ نہیں کہ یہ تفصیل ہے کہ ساری اشیاء پر افضیلت آئی کہ یہ سب سے اعلیٰ کام ہے اور باقی اس سے اجر و ثواب میں کم ہے۔

قال الصلاۃ لمیقا تھا : تو ہو سکتا ہے کہ یہاں سائل نماز پڑھتا تھا مگر اوقات میں لاپرواہی کرتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ الصلاۃ لمیقا تھا کہ نماز کو اپنی وقت پر ادا کرنا'

ثم ماذا رسول الله قال برالوالدین ثم ماذا یا رسول الله قال الجهاد فی سبیل الله رسول اللہ نے فرمایا کہ اولاً اللہ کے ساتھ اپنا تعلق درست کرو پھر بندوں کے ساتھ حسن لوگ کرو اور پھر جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لو ثم سکت عن رسو ل الله ﷺ ولوا شتزدته لذادنی اگر میں اور سوالات کرتا تو شاید رسول اللہ ﷺ اور جوابات دیتے اور میرے علم میں اضافہ ہوتا۔

بقیہ صفحہ نمبر ۵۶ سے

تجارت میں حرام و حلال کے اصول

عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان خیال اس ممانعت کا اطلاق ہر اس چیز کے سودے سے ہو سکتی ہے جو نظروں کے سامنے نہیں اور سودا ہو جائے۔ اسی طرح سے آپؐ نے منع فرمایا بیع عریاں سے یعنی خریدار بیچنے والے کو کچھ رقم بطور سائی یا بیعانہ دے کر مالک سے کہہ دے کہ اگر سودا میرے تمہارے درمیان طے ہو گیا تو باقی رقم دوں گا۔ تم مال کسی کو نہیں دو گے۔ اور اگر معاملہ طے پایا یعنی رقم وقت کے اندر نہ دے سکا تو میرا اس رقم سے سروکار نہ ہو گا تم کسی کو دے سکتے ہو۔ (ابن ماجہ۔ مالک)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی قدس سرہ

دینی مدارس اسلام کے قلعے

جدید اجتماعی و سیاسی تغیرات نے بہت سے قومی و مذہبی مسائل کو موضوع بحث بنادیا ہے اور زندگی کے بہت سے شعبوں اور اداروں کی ضرورت اور فائدہ پر بحث و تنقید کا دروازہ کھل گیا ہے، مسلمانوں کے بعض حلقوں میں سنجیدگی کے ساتھ یہ سوال پیدا ہو گیا ہے کہ عربی مدارس کی اس انقلابی زمانہ میں کیا ضرورت ہے اور ان کے نہ ہونے سے ہماری زندگی کا کون سا خانہ خالی رہتا ہے آج کی صحبت میں ہم اسی سوال کے جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

اس سلسلہ میں چند بنیادی حقائق کا سمجھ لینا ضروری ہے جو اس مسئلہ میں مبادی کا کام دیں گے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ مسلمان قوم کا مزاج اور اقوام دنیا کی تمام قوموں سے مختلف ہے، مذہب امت مسلمہ کے خمیر اور ترکیب میں داخل ہے یہ قوم کسی جگہ اور کسی وقت بھی غیر مذہبی نہیں ہو سکتی، بلکہ مذہب اور ایک متعین مذہب (اسلام) کے بغیر اس کا تصور ہی ممکن نہیں، مذہب اس کے فکر و عمل کا مرکز، اس کے کاموں کی صحت و غلطی اور اس کی ترقی و تنزل کی میزان اور اس کی صحت طبعی اور انحراف مزاج کا مقیاس ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس امت کی بنیاد ایک خاص قانون (شریعت) اور ایک خاص دستور (قرآن و حدیث) پر ہے، یہ قانون مکمل اور یہ دستور منضبط ہے، اس امت کو دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلہ میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی زندگی اور فکر کا سرچشمہ تغیر پذیر، انسانی اجتہادات و تجربات اور غیر قطعی نظریات کے بجائے وحی الٰہی ہے، دنیا کی دوسری تہذیبوں کے برخلاف اس کی تہذیب و تمدن کی بنیاد دیواروں اور ستونوں، میناروں اور گنبدوں کاغذ کے شیرازوں، تصویروں کے نقوش اور موسیقی کے آلات پر نہیں ہے، بلکہ چند ابدی حقائق چند اصول و نظریات اور اس مخصوص اخلاقی فلسفہ پر ہے جو وحی سے ماخوذ اور اس کا پیدا کیا ہوا ہے، دنیا کی دوسری "خودرو" اور "خود ساختہ" قوموں کے برخلاف اس کے مستقبل کی بنیاد اس کے ماضی پر ہے، اس کے سامنے زندگی کا ایک بلند ترین معیار اور ترقی کا آخری نمونہ ہے اور یہ نمونہ گزر چکا ہے، لیکن تاریخی و تحریری طور پر محفوظ ہے، یہ سنت رسول، اسوہ صحابہؓ اور خلافت راشدہ کا عہد ہے "سنت" اور "سلف" کی جو اہمیت اسلامی تعلیمات میں ہے، غالباً کسی دوسرے مذہب کی تعلیم میں نہیں ہے۔

یہ چیز بھی قابل ذکر ہے کہ دین کا مفہوم جتنا اسلام میں وسیع اور ہمہ گیر ہے کسی دوسرے مذہب ل

نہیں ہے بلکہ اگر دیکھا جائے تو اسلام کے صحیح نقطہ نظر اور تعلیمات نبویؐ کے مطابق سچے مسلمان کی پوری زندگی دین ہے اور نیت کے تغیر سے اس کا ہر کام عبادت ہے اس لئے اس میں دین و دنیا کی وہ تقسیم نہیں ہے جو مسیحی مذہب میں ہے' نہ دین و دنیا کے شعبے اور ان کے اشخاص اس طرح علیحدہ علیحدہ اور ان کے حدود ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز ہیں جس طرح عیسائیوں میں' مذہب مسلمان کی زندگی میں جلد موثر ہوتا ہے' اور جلد متاثر' اگر اس کی زندگی کے مسائل نہایت ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ دین کی روشنی میں اور اس کی مصالحت اور سمجھوتہ سے طے نہ کئے جائیں تو نہایت آسانی سے وہ دین سے ٹکرا جاتے ہیں اور مسلمان کی زندگی اور اس کے مذہب پر ان کا اثر پڑتا ہے' مثال کے طور صلح و جنگ کے قوانین' تعزیرات لین دین کے معاملات اور کتنے اجتماعی و معاشرتی سیاسی اور معاشی مسائل ہیں جن کا مذہب سے گہرا تعلق اور اسلامی قانون سے ارتباط ہے' ان مسائل کو طے کرنے کے لئے کتنی دینی بصیرت اور کس قدر علم کی ضرورت ہے۔

جس قوم کا مزاج اتنا نازک اور پیچیدہ ہو اور جس کے مذہب و قانون کا دائرہ اتنا وسیع ہو' اس کے علاج و طبی مشورہ کے لئے کیسے مزاجداں و نباض اور کیسے حاذق کی ضرورت ہے۔

جو طبقہ یا جماعت مسلمانوں کی رہنمائی کے منصب کی امیدوار ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے قانون اور دستور سے واقف ہو' اس سرچشمہ سے سیراب ہو جس سے اس کی زندگی کی نہریں پھوٹی ہیں اور اس کی رگوں میں اس کا آبِ حیات جاری ہے' ان ابدی حقائق کا علم اور ان اصول و نظریات پر یقین رکھتا ہو اور اس اخلاقی فلسفہ کا قائل اور حامل ہو جس پر اس کے تمدن و تہذیب کی بنیاد ہے اس کے ماضی سے باخبر اور اس بلند معیار اور نمونہ سے متاثر ہو جس پر امت کے حال و مستقبل کی تعمیر ہونی چاہیے۔

اس سلسلہ میں ایک اور حقیقت سمجھ لینی چاہیے' اسلام دراصل نام ہے اس مستقل واضح اور متعین دینی اخلاقی اور اجتماعی نظام کا جو محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں لے کر آئے اسی کا نام شریعت محمدیؐ ہے' اس میں عقائد بھی ہیں اعمال اخلاق و معاملات بھی باقی جو کچھ ہے یا اس کے لئے وسیلہ ہے یا اس کا نتیجہ امت کا سب سے بڑا فریضہ اس نظام کی حفاظت ہے' عقائد کی حفاظت بھی ضروری ہے اور احکام کی حفاظت بھی! ضرورت ہے کہ عقائد ان تمام تحریکات سے محفوظ رہیں جو دوسرے مذاہب میں پیش آئیں اور جس کا اس امت میں بھی ہر وقت خطرہ ہے' ضرورت ہے کہ نبوت محمدیؐ نے ذات و صفات باری تعالیٰ توحید و رسالت قضاء قدر حشر و نشر امور غیب اور وحی کے متعلق جو تشریح کی ہے اور ان کے جو حدود قائم کئے ہیں وہ باقی رہیں اس لئے کہ ان تمام مسائل کی بنیاد قیاس و تخمین پر نہیں بلکہ وحی و نبوت پر ہے اور نبوت محمدیؐ نے اس کی تکمیل کر دی ہے۔

احکام پر عمل اسی طرح ہو جس طرح آنحضرت ﷺ نے کیا اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہوا' شرعی

احکام و عبادات میں ترمیم و اضافہ (بدعت) سے مذہب کو محفوظ رکھا جائے پرانے آسمانی مذاہب ان بدعات کی وجہ سے اس طرح مسخ ہوئے کہ اب ان کے انبیاؑ کے لئے ان مذاہب کا پہچاننا ناممکن ہے۔ پھر اس کی بھی ضرورت ہے کہ ان عقائد و احکام کی برابر اشاعت و تعلیم ہوتی رہے' اس لئے کہ دین کی بقا اسی پر منحصر ہے۔

اسکے علاوہ امت محمدیؐ کی بعثت کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ وہ دنیا میں بھلائی کی تلقین (امر بالمعروف) اور برائی کی ممانعت (نہی عن المنکر) کرتی رہے ایک آیت میں امت کی پیدائش و ظہور کا مقصد بتایا گیا ہے۔

کنتم خیر امتہٍ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکرو تومنون باالله ۔

(ال عمران ع ۱۲)　"تم سب امتوں سے بہتر ہو جو عالم میں بھیجی گئی' اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو"

لیکن یہ امت کا حیثیت مجموعی فریضہ ہے اگر اس میں سے ایک معتد بہ جماعت یہ فرض انجام دے تو گویا پوری امت یہ فریضہ انجام دے رہی ہے اس لئے دوسری آیت میں امت کے ایک بڑے گروہ کا جس پر خود امت کا اطلاق ہو سکے یہ فریضہ بتایا گیا ہے مگر اس "امت صغریٰ" کا پیدا کرنا اور اس کو اس کا موقع دینا خود "امت کبریٰ" کا فرض قرار دیا گیا ہے' فرمایا:

ولتکن منکم امته یدعون الی الخیر وبامرون بالمعروف وینھون عن المنکر

"تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی دعوت دے' نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے"　(ال عمران ع ۱۱)

اس تقسیم عمل کے اصول کو یہ آیت اور زیادہ واضح کرتی ہے:

وما کان المومنون لینفروا کافة فلولانفر من کل فرقة منھم طائفه لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یجذرون۔

"اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں تو یوں کیوں نہ کریں کہ ہر جماعت میں سے چند اشخاص نکل جائیں تاکہ دین کا علم سیکھیں اور اس میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو ان کو خوف دلائیں تاکہ وہ کچھ خوف کریں۔" (توبہ ع ۱۵)

نہایت آسانی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ مندرجہ بالا فرائض نظام شرعی کی حفاظت عقائد و احکام کو اپنے مقام پر رکھنا اور ان کو تحریف و بدعات سے بچانا شریعت کی اشاعت و تعلیم اور تبلیغ و اصلاح کے فرائض قوم کا کون سا طبقہ انجام دے سکتا ہے۔

اس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ نظام شرعی کی حفاظت اور اس کے لئے ایثار و قربانی صرف وہ طبقہ

کر سکتا ہے جس کی ذہنی اور عملی تربیت اس کے موافق ہوئی ہو جس کے رگ و ریشہ میں اس نظام کی محبت اور اس کا عشق و احترام پیوست ہو گیا ہو اور جس کے قلب و دماغ کی گہرائیوں میں اس کا یقین اتر گیا ہو' اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ جب اس نظام پر کوئی ضرب لگائی گئی یا اس کے خلاف کوئی سازش کی گئی تو ہمیشہ یہی طبقہ بے چین ہوا اور سر سے کفن باندھ کر میدان میں اتر آیا' حضرت حسینؓ' زید شہیدؒ' محمد ذوالنفس الزکیہؒ ابراہیم بن عبداللہؒ کی قربانیاں اور سر فروشی اور اموی و عباسی محرف نظام سلطنت کے خلاف تحریک جہاد اسلامی نظام کی حفاظت کی کوششیں ہی تھیں پھر ان خونین معرکوں کے مظلوم شہدا اگر عالم کہلانے کے مستحق نہیں تو روئے زمین پر پھر عالم دین کہلانے کا مستحق کون ہے ؟ ان کے حامیوں اور مددگاروں میں بھی سر فہرست نام امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کا ہے۔

جب عباسی سلطنت کی طرف سے امت پر جبر یہ خلق قرآن کا عقیدہ مسلط کیا جانے لگا تو اس خطرناک تحریف و الحاد اور اس غیر اسلامی عقیدہ کے خلاف وقت کی سب سے بڑی شہنشاہی کے مقابلہ میں حفاظت دین کے لئے جو شخص تنہا میدان میں آیا وہ جماعت علما کا ممتاز فرد امام احمد بن حنبلؒ تھا جس کے عزم و استقامت اور ایمان کے سامنے حکومت وقت کو جھکنا پڑا اور یہ عقیدہ تاریخی یادگار بن کر رہ گیا ہے آج کتنے مسلمان ہیں جو اس کا مطلب بھی سمجھتے ہیں۔

تیسری صدی کے آغاز میں جب عباسی سلطنت کی غلفت سے بغداد میں سخت ابتری' فسق و فجور اور بدامنی پھیلی تو دو عالموں خالد الدریوش اور سہیل بن سلامۃ الانصاری نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا اور قوت و جمعیت کے ساتھ من رای منکم منکر افلیغیرہ بیدہ پر عمل کرنا شروع کر دیا' جس کی پاداش میں دو دونوں گرفتار ہوئے اور قید کر دیئے گئے۔ (۱)

بعد کے زمانے میں دو جلیل القدر عالم حضرات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور امام ابن جوزیؒ نے اسلامی نظام اخلاق کی حفاظت اور مسلمانوں کی روحانی و دینی اصلاح کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دیں ان کے اظہار کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد اسلامی نظام کو اپنے مرکز اصلی پر لانے کے لئے عقائد کو رسول اللہ کی تفہیم اور صحابہؓ کے فہم کے مطابق سمجھنے کے لئے امام ابن تیمیہؒ نے جو علمی و عملی خدمات انجام دیں وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

ہمارے ہندوستان میں اسلام کے نازک ترین دور میں جب (مورخ اسلام کے الفاظ میں) عجم کے ایک جادوگر نے بادشاہ کے کان میں یہ منتر پھونکا کہ دین عربی کی ہزار سالہ عمر پوری ہو گئی اب وقت ہے کہ ایک شہنشاہ

(۱) ملاحظہ ہو طبری جلد ۱۰ ص ۲۴۱ و [illegible] ابن خلدون ص ۲۴۴ ۱۳
۳۷۶

امی کے ذریعہ نبی امی علیہ الصلوۃ والسلام کا دین منسوخ ہو کر دین الٰہی کا ظہور ہو' مجوسیوں نے آتشکدے گرمائے عیسائیوں نے ناقوسیں بجائیں' برہموں نے بت آراستہ کئے اور جوگ و تصوف نے مل کر کعبہ اور بت خانے کو ایک ہی چراغ سے روشن کرنے پر اصرار کیا (۲) تو جو مسلمان مجاہد اس "فتنہ اکبر" کے مقابلہ کے لئے میدان میں آیا اور جس نے سلطنت مغلیہ کا رخ ہی بدل دیا اور جس کی عہد آفریں تحریک اور انقلاب انگیز تجدید نے اکبر کے گھرانے میں عالمگیر جیسا متشرع فرمانروا اور حامی دین پیدا کیا وہ علماء ہی کا سرتاج مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی تھا۔

اس کے بعد آج اس وقت تک ان عجمی دیار میں اس غریب الوطن عربی مہمان کی جس نے سرپرستی اور حفاظت کی اور ہوا کے طوفانوں میں اس چراغ کو جو بار بار چراغ سحری بنا گل نہ ہونے دیا وہ علماء دہلی کا مشہور بابرکت خاندان ہے جس میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنے مجددانہ علمی کارناموں اور ان کے پوتے شاہ اسماعیل شہید اپنی قربانی اور سرفروشیوں کی بنا پر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس کے علاوہ بھی حفاظت دین' رد بدعات اصلاح رسوم اور الحاد و زندقہ کے مقابلہ کا جتنا کام اس وقت تک ہوا اور اس وقت بھی ہو رہا ہے وہ سراسر اسی طبقہ سے ہو رہا ہے۔ اگر دین اور اس کے شرعی نظام کی ضرورت ہے اور مسلمانوں کو محض ایک قوم بن کر نہیں بلکہ صاحب شریعت و کتاب قوم بن کر رہنا ہے تو مذہب کے محافظین و حاملین اور شریعت کے ترجمان و شارحین کی ضرورت ہے اور اگر ان کی ضرورت ہے تو لامحالہ ان مرکزوں اور اداروں کی ضرورت ہے جو ایسے اشخاص پیدا کر سکتے ہیں اور یہ ضرورت مسلمانوں کی ہر قومی ضرورت سے اہم ہے۔

خلافت راشدہ کے طرز کی اسلامی سلطنت میں بھی دینی مدارس اور تربیت گاہوں کی ضرورت ہے تاکہ امت کے اسلامی جسم میں ہر دم تازہ خون پہونچتا رہے' اہل نظر جانتے ہیں کہ جس نظام کی پشت پر ایسا ادارہ یا تربیت گاہ نہ ہو جو اس قسم کے اشخاص پیدا کرتا رہے جو اس نظام کو چلا سکیں اگلوں کی جگہ لے سکیں اور اس مشین میں فٹ ہو سکیں اس نظام کی جڑیں ہمیشہ کھوکھلی اور اس کی عمر ہمیشہ کم ہوتی ہے۔

اگر برائے نام اسلامی سلطنت بھی ہے تو بھی ایسے اداروں کی ضرورت ہے تاکہ حکومت کو اپنے ذمہ دارانہ عہدوں کے لئے دیندار امین اور مسلمانوں کی ضرورت سمجھنے والے کارکن مل سکیں۔ لیکن اگر کسی ملک میں بدقسمتی سے اسلامی حکومت نہ ہو تو وہاں ایسے اداروں کی ضرورت شدید تر ہو جاتی ہے اگر کوئی جماعت کسی صحیح اسلامی حکومت کی کچھ نہ کچھ قائم مقامی کر سکتی ہے اور حفاظت دین کا فرض انجام دے سکتی ہے تو وہ صرف

(۲) مقدمہ سیرت سید احمد شہیدؒ از مولانا سید سلیمان ندویؒ

جماعت علماً ہے چنانچہ اسی نکتہ کی وجہ سے اسلامی عظمت کے زوال کے وقت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے خاندان نے اسلامی تعلیم اور دینی درس و تدریس کا نظام قائم کیا جس نے بڑی حد تک ایک اچھی اسلامی ریاست کی دینی ضرورتیں پوری کیں۔ اہل بصیرت جانتے ہیں کہ عملی حیثیت سے اسلام ہندوستان میں ان ممالک سے بہتر حالت میں ہے جہاں برائے نام اسلامی سلطنت موجود ہے مگر دینی آزاد مدارس کا کوئی نظام یا خاندان ولی الہٰی کی شان کے علماً نہیں پیدا ہوئے۔

جب ہندوستان میں حکومت مغلیہ کا چراغ گل ہو گیا اور مسلمانوں کا سیاسی قلعہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا تو بالغ نظر اور صاحب فراست علماً نے جابجا اسلام کی شریعت و تہذیب کے قلعے تعمیر کر دیئے۔ انہیں قلعوں کا نام عربی مدارس ہے اور آج اسلامی شریعت و تہذیب انہیں قلعوں میں پناہ گزین ہے اور اس کی ساری قوت و استحکام انہیں قلعوں پر موقوف ہے۔

سلسلہ مطبوعات موتمر المصنفین (۲۹)

اقتدار کے ایوانوں میں
شریعت بل کا معرکہ

(مولانا سمیع الحق)

ملک کی تاریخ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کا روشن باب ' ایوان بالا سینیٹ اور قومی سیاست میں نظام اسلام کی جنگ ' آغاز ' رفتار کار ' صبر آزما مراحل کی لمحہ بہ لمحہ روئیداد اور مستقبل کے لائحہ عمل کے علاوہ خارجہ پالیسی ' عورت کی حکمرانی ' جہادِ افغانستان اور اہم قومی و ملی اور بین الاقوامی مسائل پر فکر انگیز گفتگو اور سیر حاصل تبصرے

ملنے کا پتہ: موتمر المصنفین ' دارالعلوم حقانیہ ' اکوڑہ خٹک ' نوشہرہ ' پاکستان

ضبط وترتیب : محمد عارف حکیم *

اسامہ بن لادن اور افغانستان پر پابندیاں

(سفیر افغانستان مولانا عبدالسلام ضعیف کا خطاب)

18-19-20 جولائی 2001ء کو جمعیت طلبأ اسلام کے زیر اہتمام ایبٹ آباد دھمتوڑ میں سہ روزہ تربیتی کنونشن منعقد ہوا جسمیں ملک بھر سے مدارس دینیہ کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلبأ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر ملک بھر سے علمأ' سیاستدان اور دانشور حضرات نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر امارت اسلامیہ افغانستان کے سفیر مولانا عبدالسلام ضعیف نے بھی خصوصی طور پر نہ صرف شرکت کی بلکہ طلبأ سے مفصل خطاب بھی فرمایا۔ جس میں عظیم مجاہد رہنما اسامہ بن لادن اور امریکی پالیسی اسی طرح اقوام متحدہ کی طرف سے پابندیوں کے متعلق کافی مفید اور معلومات افزا باتیں کیں جو کہ ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نذر قارئین ہیں۔ ...... (ادارہ)

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لانبى بعده امابعد۔

میں حمد وصلوٰۃ کے بعد علمأ کرام اور معزز اساتذہ اور ان آنے والے مہمانوں کو جو بہت دور دور اور مختلف شہروں اور قصبوں سے یہاں آئے ہیں اور اسی طرح جو طلبہ کرام یہاں تشریف لائے ہیں ان سب کو سلام پیش کرتا ہوں کہ آج مجھے بڑی خوشی محسوس ہورہی ہے کہ میں ایک ایسی محفل میں شریک ہوں جس میں آقائے دوجہان ﷺ کے پاکیزہ دین کے احیاء کی سوچ و فکر اور اس کی بقأ کے لئے آپ سب اکٹھے ہوئے ہیں اور اس سلسلے میں مجھ ناچیز کو بھی مدعو کیا گیا ہے یہ میں اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں کہ آج میں ان نوجوانوں کے درمیان کھڑا ہوں جو اس پاکیزہ اور مطہر فکر کو عام کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں مجھے آج دو صرف موضوعات پر بات کرنی ہے۔

ایک پہلو پر تو استاد محترم شیخ الحدیث' استاد العلمأ والمجاہدین' حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب بھی طالبان کے اغراض و مقاصد پر مفصل خطاب آپ حضرات کے سامنے فرما چکے ہیں۔ لیکن بعض باتیں

---

* شریک شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی و الافتاء دارالعلوم حقانیہ

میں بھی آپ کے سامنے عرض کروں گا۔ کیونکہ مجھے بھی افغانستان کی موجودہ صورتحال کی وضاحت کا کہا گیا ہے میں انشاء اللہ اسکے بارے میں بھی آپ سے گفتگو کروں گا۔

میں افغانستان کی طالبان تحریک کے اغراض و مقاصد کے بارے میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو شہیدوں کی قربانی دی تھی وہ صرف اس لئے دی تھی کہ یہاں اسلامی نظام نافذ ہو اور ہمارا ہر شعبہ حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ سنتوں سے معمور ہو۔ ہماری یہ خواہش تھی کہ ہماری عدالتوں میں بھی اسلام ہو' ہمارا لباس کردار اور گفتار بھی اسلام کے قوانین کے مطابق ہو۔ ہماری عدلیہ انتظامیہ اور حکومت کی ہر چیز میں اسلام کے ایسے واضح فرامین پر عمل ہو جس کے لئے ہم نے قربانیاں دی ہیں۔ اور یہ تمام قربانیاں افغانستان میں نفاذ اسلام کے لئے دی گئی تھیں۔

میری گفتگو کا دوسرا موضوع جو ہے اس میں آپ کے لئے خوشی بھی ہے اور فرحت کا سبب بھی وہ یہ ہے کہ افغانستان میں اس وقت مکمل اسلامی نظام نافذ ہے اور پھر اللہ کے فضل و کرم سے وہاں لوگ اسلامی نظام سے فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں اور اس سے مستفید بھی ہو رہے ہیں اور وہ بڑے پر امن رہ رہے ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ وہ لوگ جن کی ذہنیت یہ بنائی گئی تھی کہ اسلام میں انتشار پیدا کرو مسلمانوں کو پریشان کرو اور ان کے ذہنوں میں طاغوتی طاقتوں نے اسلام کے خلاف کفریہ نظام کی حقیقت بنا رکھی تھی وہ اب زیادہ پریشان ہیں اور ان کی پریشانی انفرادی نہیں بلکہ وہ طاقتیں بھی پریشان ہیں جنہوں نے ان کی تربیت کی تھی اور اس پریشانی کی بنیاد پر وہ جو منصوبے بناتے ہیں ان کا نشانہ صرف افغانستان ہی نہیں ہے بلکہ اس کے آس پاس کے پڑوسی ممالک پر بھی دباؤ ڈال رہے ہیں اس دباؤ کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ نظام رائج ہوا اور آگے چلا تو ہمارے کفریہ نظام کا کیا بنے گا؟

اس بنیاد پر وہ اپنے اغراض و مقاصد کو کامیاب بنانے کیلئے اور اس کو آگے پھیلانے کیلئے یہ سوچنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ افغانستان میں جو اسلامی نظام نافذ ہے اس کو کس طرح رد کیا جائے؟ اس کے لئے صرف افغانستان میں نہیں بلکہ اس کے پڑوسی ممالک پر بھی دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اس نظام کو روکیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام کو ختم کرنے کیلئے "اسلامی حقوق" کی آواز لگا رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جو حقوق کے کھوکھلے نعرے لگا رہے ہیں انہوں نے لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کیلئے کیا عجیب ترتیب اختیار کی ہے کہ افغانستان پر اقتصادی پابندی لگا کر وہاں کے لوگوں کو بھوک اور افلاس پر مجبور کریں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ بھوک کی بنیاد پر ہمارے قریب آئیں۔ اور ہم ان کی کچھ مدد کریں اور اس بھیس میں وہ اسلام اور طالبان کا قلع قمع کریں۔ لیکن افغانستان کے عوام اس بات کو جان چکے ہیں کہ ہمارا تحفظ اب صرف شریعت اور اسلامی نظام ہی میں ہے۔ اور ہمارا صحیح تحفظ قرآن میں ہے اس لئے انہوں نے ان تمام پابندیوں کو قبول کر لیا ہے۔ لیکن وہ قرآن اور

اصولوں سے روگردانی کیلئے قطعاً تیار نہیں ہیں۔

امریکی پابندیوں کی اصل تین وجوہات ہیں :

(۱) ایک تو ہمیں ورثہ میں ملنے والے عظیم مجاہد مہمان اسامہ بن لادن کہ آپ کو ان لوگوں نے ایک دہشت گرد کے نام سے دنیا میں متعارف کرایا ہے اور ہمیں کہا گیا کہ یہ دہشت گرد ہے اور دنیا میں دہشت گردی کرتا پھر رہا ہے۔ یا تو اسے ہمارے حوالے کرو یا پھر افغانستان سے نکال دو۔

(۲) دوسرا ہمیں یہ کہا گیا کہ افغانستان میں منشیات کاشت ہوتی ہے اور پھر پوری دنیا میں اس کی سپلائی اور خرید و فروخت ہوتی ہے۔

(۳) اور تیسرا یہ ہے کہ طالبان صلح میں پہل نہیں کرتے۔ ان تینوں بنیادوں پر یہ ظالمانہ پابندیاں ہم پر لگائی گئی ہیں لیکن میں ان تینوں کی مختصر تفصیل آپ کو بتاؤں گا۔

ا۔ اسامہ صرف طالبان کے دور میں افغانستان نہیں آئے تھے بلکہ روس کو شکست دینے اور جہاد افغانستان میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ اسامہ بن لادن ہمارے ساتھ اسلامی تحریک میں اس وقت ملے جس وقت جلال آباد فتح ہوگیا۔ اس وقت ان کو اس تحریک کے اغراض و مقاصد کا علم ہوا۔ تو پورے شرح صدر کے بعد ہمارے ساتھ ملے۔ میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اسامہ بن لادن نے افغانستان کے غیور عوام کی پاسبانی اور جہاد افغانستان میں اہم کردار ادا کیا ہے یہ ہماری غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ اس کا تحفظ اور پاسبانی کر رہے ہیں ہم کیسے ان کو کفار کے حوالے کر دیں۔ لیکن صرف اس لئے کہ ہم دنیا والوں کو یہ بتا دینا چاہیں کہ ہم دہشت گردوں کو پناہ نہیں دیتے ۔ ہم مجرم کو پناہ نہیں دیتے ہیں بلکہ ہم یہ پناہ قرآن اور حدیث کے بتلائے ہوئے اصولوں کے مطابق دے رہے ہیں۔ ہم تم پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر اسامہ مجرم ہے تو حل کا طریقہ ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ الحمدللہ افغانستان میں مکمل شریعت محمدی ﷺ نافذ ہے' عدالت کا نظام موجود ہے۔ قرآنی علوم کے تحت وہاں فیصلے ہوتے ہیں اور آسمانی قانون وہاں نافذ ہے اسامہ کے بارے میں جو کچھ بھی تمہارے پاس شواہد موجود ہیں آؤ اس عدالت میں پیش ہو کر ان کو مجرم ثابت کرو افغانستان کی حکومت اور اسامہ اس کو ماننے کیلئے بالکل تیار ہیں۔ اگر تم اس تجویز کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہے تو ہم دوسرا حل بتلاتے ہیں کہ جہاں کا اسامہ اصلی باشندہ ہے یعنی سعودی عرب' وہاں کے علماء اور افغانستان کے علماء اور تیسرے کسی بھی ملک کے علماء کا انتخاب خود کر لو ان تینوں ممالک کا علماء کا مشترکہ بورڈ بنا لو وہ ان مسائل کا حل نکالے۔ ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ لیکن اگر یہ دونوں باتیں آپ کو قابل قبول نہیں ہیں تو ہم بھی اپنے معزز مہمان کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کو تمہارے حوالے کر سکتے ہیں۔

اسامہ کو امریکہ کے حوالہ کردینا اسلامی غیرت اور افغان روایت کے خلاف ہوگا :

بالفرض اگر ہم اسامہ کو امریکہ کے حوالے کردیں تو لوگ کیا کہیں گے کہ کیا شریعت میں عدل موجود نہیں ؟ اور یہ ہمارے مقاصد سے اعراض کے مترادف ہوگا۔ اگر امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ شریعت میں انصاف موجود نہیں وہ نظام جس کو اللہ نے نافذ کیا اس میں کوئی عدل نہیں اور جو نظام ذہنی اختراع سے بنا ہوا ہے اس میں انصاف موجود ہے تو یہ اس کی غلط اور کافرانہ سوچ ہے۔ اور دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر ہم اسامہ کو امریکہ کے حوالے کردیں گے تو قرآن جو حاکم ہے محکوم بن جائے گا۔ اور ان کے ذہنوں کا خود ساختہ نظام حاکم بن جائے گا ۔اور تیسری خرابی پیدا ہوگی کہ جو ہم نے کروڑوں شہداً کی قربانی دی تھی وہ رائیگاں چلی جائے گی اور لوگ یہ کہیں گے کہ مسلمانوں کو اسلام سے کوئی محبت نہیں بلکہ اپنے مفادات سے وابستگیاں ہیں۔ اور اگر ہم اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر بھی دیں تو اس سے ہمارے لئے بڑے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں اور وہ کبھی بھی خوش نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسے اسامہ یا طالبان سے دشمنی نہیں ہے بلکہ وہ اسلام اور شریعت کا دشمن ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر جو پابندیاں امریکہ ہم پر لگا رہا ہے ہم ان کو برداشت کرلیں گے ۔ جان کی قربانی پیش کردیں گے خون کی قربانی کی ضرورت آئے گی تو پیش کردیں گے لیکن اپنے مہمان کو ان کے حوالے نہیں کریں گے۔

اس کے علاوہ ایک تیسری صورت صلح کی یہ بھی ہم نے امریکہ کو بتلائی کہ جب تم کو ہمارے اسلام پر اعتماد نہیں تو ہم کو بھی تمہارے خود ساختہ نظام پر اعتماد نہیں۔ تیسرا صورت یہ ہے کہ ہم اس سے رابطے اور تمام کے تمام آلات حرب لے لیں اور وہ صرف بحیثیت ایک فرد افغانستان میں رہے گا اس بات کیلئے تم تیار ہو جاؤ۔

لیکن ہماری محبت اور الفت کی زبان کو امریکی نہیں سمجھتے اور انہوں نے ہماری کوئی تجویز بھی قبول نہیں کی اور وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں کہ بس اسامہ کو ہمارے حوالے کردو جو کہ ناممکن ہے۔

پابندیوں کی وجہ ثانیہ :

دوسری بات جس کی بنیاد پر ہمیں ان ظالمانہ پابندیوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے وہ نشہ آور چیزوں کی کاشت ہے تو اس کے بارے میں انہوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ افغانستان میں پوست کی کاشت کررہے ہو اس سے ہیروئن بنا کر دوسرے ممالک سمگلنگ کرتے ہو یہ تباہ کن مواد ہے تو ہم نے جب اس بارے میں سوچا کہ ہمارے آس پاس کے پڑوسی ممالک جو مسلمانوں کے ملک ہیں وہ بھی اس سے متاثر ہورہے ہیں اور ہمارے ملک کے اندر عوام بھی اس سے متاثر ہورہے ہیں تو ہم نے اپنے سامنے یہ بات رکھی کہ جس نظام کو ہم لے کر آنا چاہتے ہیں وہ ایک ایسا نظام ہے جس میں کسی اور کو تکلیف دینے کی اجازت نہیں۔ تو ہم نے ان پر مکمل پابندی لگائی اور افیون کی

کاشت جو ستر سال سے وہاں جاری تھی وہ ہم نے بالکل ختم کر دی۔ آج اس بات پر اقوام متحدہ اور امریکہ سمیت تمام کفریہ طاقتیں گواہ ہیں۔

آخری بات :

اور آخری بات میں آپکے سامنے یہ عرض کروں گا کہ چونکہ مجھ سے پہلے میرے استاد محترم نے اس کے بارے میں تفصیلی بات کی ہے تو میں مختصر اور طائرانہ نظر اس پر ڈالتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں کہا جاتا ہے کہ طالبان صلح نہیں کرتے عجیب بات تو یہ ہے کہ ہم جس نظام کے قائل ہیں اس میں تو صلح ہی صلح ہے۔ میں تھوڑا سا آپ کو لئے چلتا ہوں پہلے والے حالات کی طرف کہ روس کے خلاف جب افغانستان میں جہاد شروع ہو گیا تھا تو اس میں باہر کے لوگوں نے مختلف اغراض و مقاصد کیلئے تعاون کیا کہ حقوق انسانی کی وہاں پامالی ہو رہی ہے ان کے حقوق کو تحفظ دیا جائے' مسلمانوں نے وہاں تعاون اسلئے کیا تھا کہ وہاں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا تھا تاکہ اس ظلم کی روک تھام ہو جائے اور امریکہ نے جن اغراض و مقاصد پر وہاں تعاون کیا اسکے اغراض و مقاصد سب پر واضح ہیں۔

میں اس بارے میں دو باتیں بتلاتا ہوں ایک تو وہ ہے کہ ویت نام میں امریکہ کو جو عبرت ناک شکست ہوئی اس کا بدلہ لینے کیلئے اس نے افغانستان کی سرزمین کا انتخاب کیا اور دوسری یہ کہ روس کی جو طاقت ابھری تھی اور وہ دنیا پر چھانے کیلئے بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی اس کو روکنے کیلئے اس نے افغانستان کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ اس وقت جب یہ لوگ افغانستان میں آئے بظاہر یہ لوگ ہمارے بڑے ہمدرد بنے بیٹھے تھے لیکن ان کی منزل مقصود کا ہمیں پتہ نہیں تھا۔ اس وقت جب یہ بظاہر ہمارے ساتھ ہمدردی کر رہے تھے اور ہم بھی یہ سوچ رہے تھے کہ یہ روس کو شکست دینے کیلئے آئے ہیں لیکن جب روس کو شکست ہو گئی تو انہوں نے اپنا رخ یکدم تبدیل کر دیا وہ پہلے جس جہاد کو رحمت کہا کرتے تھے اور وہ لوگ جو جہاد میں لڑتے تھے۔ ان کو مجاہد اعظم کہا کرتے تھے اب اس جہاد کے رخ کو تبدیل کر کے دہشت گردی کے نام سے دنیا میں متعارف کرانے لگے اور ایک ایسی صورت میں دنیا والوں سے اس کا تعارف کروایا کہ جہاد آبادیوں کو اجاڑنے 'لوگوں کو قتل کرنے' دنیا میں فساد کو برپا کرنے کا نام ہے' اور ان چیزوں کو ایسی صورت میں انہوں نے دوام دیا کہ سولہ تنظیمیں انہوں نے بنائی اور ہر تنظیم کو انہوں نے خوب اسلحہ دیا اور ہر ایک کی پشت پناہی ایسے طریقے سے کی کہ آج وہ تنظیمیں ان ہی کی بولی بول رہے ہیں۔

کچھ سال نہیں گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے روس کو عبرت ناک شکست دی اور کچھ عرصہ بعد ایک ایسی لڑائی اور جھگڑے نے جنم لیا کہ اس نے سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا میں اس دردناک حالات سے آپ کو آگاہ کرتا چلوں تو ایسی صورت بن گئی کہ شریف آدمی اپنے گھر والی کے ساتھ ایک میل تک سفر نہیں کر سکتا تھا اپنے حسین بچوں کو گھر سے باہر نہیں لے جا سکتا تھا۔ ظلم و زیادتی کا یہ عالم اس حد تک پہنچ گیا کہ ایک ایک رات

میں دو دو سو بوڑھے جوان اور عورتیں قتل کی گئیں۔ ان حالات کو سدھارنے کیلئے بظاہر اقوام متحدہ اور دیگر اسلامی ممالک نے بھی بہت کوششیں کی لیکن جوں جوں وہ کوشش کر رہے تھے بیماری بڑھتی گئی۔ صورت یہ بن گئی کہ جتنی قومیں یہاں آباد تھیں وہ ایک دوسرے سے لڑنے لگیں اور وہ قوموں کے جھگڑے اب بستیوں میں آگئے بستیوں سے گھروں کو منتقل ہو گئے۔ پڑوس پڑوسی کا دشمن اور رشتہ دار رشتہ دار کا دشمن بن گیا یہ اس بنیاد پر کہ اس تنظیموں نے ہمارے گھروں کو بھی تقسیم کر دیا' جب اس قسم کے سخت حالات افغانستان میں بن گئے تو ان حالات میں ہماری ذمہ داری تھی کہ ہم لوگوں کو امن فراہم کریں اور لوگوں کو صحیح تحفظ اور چین میسر ہو۔ اور اخوت اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو جائے۔

اس کے لئے ہم نے اللہ کے نام پر پیش قدمی کی اور آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہ دشمنی اللہ نے ختم کر دی وہ عدوات ختم کر دی وہ رقابتیں اب آپس میں الفتوں میں بدل گئی ایک امن وامان اور بہترین معاشرہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہاں بھی فرمایا آیا اگر ایسے صورت میں اقوام متحدہ پھر اپنے پرانے چہرے میں ایک نیا لبادہ لے کر ہمیں کہہ رہی ہے کہ تم ایسا کرو کہ وہاں امن وامان قائم ہو جائے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہم نے کیا کیا یہ امن وامان نہیں ہے اور جو کچھ ہم کر رہے ہیں کیا امن وامان کی بقا کے لئے اس میں کچھ کمی ہے کہ آپ کی بات مان کر وہاں صلح کے لئے کوئی کام کرے۔

ان ساری طاغوتی طاقتوں کا ایک ہی مقصد ہے وہ یہ ہے کہ کس طرح افغانستان سے اسلام کو ختم کیا جائے اس لئے کہ افغانستان میں جب اسلام کی بقا ہو تو یہ پھیل جائے گا اور جب یہ پھیلنا شروع ہو جائے گا تو اسلام کے پھیلنے میں امریکہ اپنے سپر طاقت کے خاتمہ کو دیکھتا ہے اسی لئے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسلام میں امن ہے 'اخوت ہے۔ اسلام ایک ایسا نظام ہے جس میں تمام لوگ امن سے رہ سکتے ہیں اگر افغانستان میں اسلام کو بقا مل گئی تو پوری دنیا میں اسلام عام ہو جائے گا اس خطرے کو بھانپتے ہوئے اس کے لئے عربوں وغیرہ کو بھی استعمال کر رہے ہیں۔ اس کے تدارک کیلئے ہمیں نئی نوجوان نسل کی ضرورت ہے 'ان کے جذبات اور تائید کی ضرورت ہے۔ اگر یہ کفریہ طاقتیں اسلام کے لئے سد راہ بننے کی کوشش کریں تو آپ بھی اپنے سینوں کو اس کی حفاظت کے لئے پیش کریں اور اگر آپ کی زبان کی ضرورت ہو تو اپنی زبان سے اس کی حفاظت کریں اور کہیں اگر قلم کی ضرورت ہو تو قلم سے ان کی سازشوں اور پروپیگنڈوں کو ناکام بنائیں۔ وما علینا الا البلاغ

پروفیسر قاری تاج افسر*

احرف سبعہ اور اس کا مفہوم
قراءات قرآنیہ کے تناظر میں

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحابته ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين امابعد

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے تعارف اور اپنی صفات کے اظہار کیلئے کائنات کو تخلیق کیا تو اسکی رہنمائی کے اسباب بھی ساتھ ہی پیدا کر دیئے یہاں تک کہ خلافت ارضی کے لئے انسان کو نفسانیت اور روحانیت کے حسین امتزاج سے پیدا کر کے قدرت کاملہ کا اظہار بھی فرمادیا اور اس کی رہنمائی کیلئے ان ہی میں سے کامل ترین ہستیاں یعنی انبیاؑ کو منتخب فرمایا اور وحی کا سلسلہ جاری فرما کر ان کی تربیت کا خصوصی انتظام اپنے دست غیب سے کیا۔

سوا لاکھ انبیاؑ میں سے کچھ کو صحیفے ملے اور کچھ کو بڑی کتابیں ملیں لیکن ان تمام صحف اور کتب کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے دست قدرت میں رکھنے کی بجائے انسانوں کے حوالے کر دی۔ نتیجتاً جب انسانوں کی روحانیت پر نفسانیت کا غلبہ ہوتا تو ان خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے کتب سماویہ میں تحریف سے بھی گریز نہ کرتے اور اس طرح کلام الٰہی محرف اور مبدل کر دیا جاتا۔ شاید اس میں حکمت یہ کار فرما تھی کہ عقل انسانی اجتماعی طور پر ابھی ناقص تھی۔

پھر جب اجتماعی عقل انسانی اپنے عروج کو پہنچی تو امام الانبیاء ﷺ کی بعثت فرما کر ایسی کتاب کی نعمت سے نوازا جس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور خود لینے کا مفہوم قطعاً یہ نہیں کہ فرشتوں کے ذریعے حفاظت کی بلکہ انسانوں میں سے ہی اہل حق نے اس کا ذمہ قبول کیا اور کتاب ایسی جامع کہ قیامت تک آنے والی انسانیت اپنے ہر دور میں پیش آنے والے مسائل کا حل اور اجتماعی ترقی کا راز اس میں پاسکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تاریک رات کی طرح فتنے پیدا ہوں گے حضرت علیؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ اس سے کیسے

* استاذ القرأت وعلوم القران کلیہ اصول الدین ، اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

بچاجاسکتا ہے ؟ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کی کتاب قرآن حکیم کے ذریعے سے کیونکہ اس میں پہلے لوگوں کے واقعات اور تجربات آئندہ آنے والے حالات کے متعلق پیش گوئیاں اور زمانہ حال کے لوگوں کے لئے رہنمائی کے اسباب موجود ہیں یہ کتاب مقدس ایک حقیقت ہے جھوٹ اور لغو نہیں ہے جس نے غرور کی بنیاد پر اس کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا اور جس نے اس کے علاوہ کہیں سے ہدایت تلاش کی تو اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کردے گا اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔(۱)

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کے ارشاد کی تصدیق انسانیت کی تاریخ نے کردی۔ اپنی جگہ یہ موضوع خاصی طوالت رکھتا ہے جس کا یہ محل نہیں البتہ اس کے دو بڑے اور اہم ترین اعجاز جو ہر دور کے منکرین کو جھنجھوڑتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک چیلنج کرتے رہیں گے ایک یہ کہ دنیا جتنی ترقیات بھی کرلے اور بلندی کی جن چوٹیوں تک پہنچ جائے قرآن کو وہ رہنما ہی پائیں گے ولو کرہ المشرکون۔

اور دوسرا یہ کہ کلام مقدس جتنی عرب کی لغات پر اترا ہے ان لغات میں بمع روایات اور طرق آج تک محفوظ ہے۔ اور قیامت تک یہ قرأت، روایات اور طرق ایسے ہی محفوظ رہیں گے الا یہ کہ جو وجوہ حضور ﷺ کی حیات مطہرہ میں ہی منسوخ ہو چکی تھیں لیکن چونکہ حق کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ہی باطل کی تاریخ بھی چلتی ہے تو غیر مسلموں نے اس کلام مجید میں شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کی ہی، اور قراءات مختلفہ کو اختلاف رسم وخط کا نتیجہ قرار دیا(۲) نہ کہ تواتر الی الرسول ﷺ کا، تو اپنوں نے بھی ان قراءات متواترہ پر اعتراضات کر کے ان کی تنقیص میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگوں سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ اختلاف قرأت قاریوں کی خوش الحانیوں کا نتیجہ ہے اور بس۔

ضروری ہوا اس موضوع کو اجاگر کر کے ان شبہات کا ازالہ کردیا جائے تاکہ لیھلك من ھلك عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ ہو جائے اس کے لئے اس تحریر کو چند مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلی بحث

قرأت متواترہ کے بارے میں احادیث اور ان کی اسنادی حیثیت :

۱۔ شیخین یعنی صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا میں مسلسل اس میں تخفیف کا مطالبہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات احرف پر بات ختم ہوگئی(۳)

۲۔ شیخین ہی کی دوسری روایت حضرت عمرؓ سے ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزامؓ کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنا ان کی قرأت میری حضور ﷺ کی سکھائی ہوئی قرأت سے مختلف تھی تو میں نے ان کو پکڑنا چاہا

لیکن تھوڑی مہلت دی یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے میں نے انہیں چادر سے کھینچا اور حضور ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ یہ سورۃ الفرقان کی تلاوت کسی اور طرح سے کررہا ہے جب کہ مجھے آپ نے دوسری طرح سے پڑھائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑو کہ کچھ سنائے تو انہوں نے اسی طرح سنادی پھر مجھ سے سنی میں نے اپنے انداز سے سنادی حضور ﷺ نے دونوں کو فرمایا کہ قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے پھر فرمایا کہ قرآن سات احرف پر نازل ہوا ہے جو تمہیں آسان لگے پڑھ لو۔ (۴)

۳۔　صحیح مسلم کی روایت کے راوی حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا ایک شخص آیا اور نماز میں قرأت ایسی کرنے لگا جو مجھ کو ناگوار لگی پھر ایک اور شخص آیا اس نے پہلے سے بھی زیادہ اختلاف سے قرأت کی جب ہم نماز سے فارغ ہو چکے تو سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے سارا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا حضور ﷺ نے دونوں سے سنانے کا مطالبہ کیا اور سن کر دونوں کی تصحیح کردی تو مجھے وہ شرمندگی ہوئی جو جاہلیت میں بھی کبھی نہیں ہوئی تھی حضور ﷺ نے جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا میرے پسینے نکل گئے اور میں گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔ پھر فرمایا اے ابی! میری طرف یہ پیغام بھیجا گیا کہ میں قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں تو میں نے دعا کی کہ میری امت کے ساتھ نرمی کی جائے تو مجھے دو حرف پر پڑھنے کی اجازت دے دی گئی پھر میں نے امت کے ساتھ نرمی کی درخواست کی تو مجھے سات حروف پر تلاوت کی اجازت دے دی گئی اور تینوں دفعہ مجھے ایک زائد دعا کا اختیار بھی مل گیا جس میں سے دو دفعہ میں نے اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری قیامت کے لئے محفوظ کرلی جس دن تمام لوگ انبیاؑ کرام یہاں تک کہ حضرت ابراہیم کے پاس بھی آئیں گے (۵)

۴۔　سنن الترمذی کی روایت حضرت ابی ابن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات جبرائیل سے ہوئی تو آپ نے فرمایا اے جبرائیل! میں ان پڑھ امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور اس میں شیخ فانی بڑھیائیں اور چھوٹے بچے بھی ہیں۔ جبرائیلؑ نے فرمایا کہ انکو قرآن حکیم سات احرف میں پڑھنے کا حکم دیں۔ (۶)

علامہ سیوطیؒ نے ان احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ روایت صحابہ کرامؓ کی ایک بہت بڑی تعداد سے منقول ہے جن میں اکیس اجلاء صحابہؓ کے اسماء بھی ذکر کئے ہیں وہ یہ ہیں۔ ابی ابن کعبؓ انس بن مالکؓ، حذیفہ بن الیمانؓ، زید بن ارقمؓ، سمرۃ بن جندبؓ، سلمان بن صردؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ، عثمان بن عفانؓ، عمر بن خطاب، عمرو بن ابی سلمہ، عمرو بن العاصؓ، معاذ بن جبلؓ، ہشام بن حکیمؓ، ابو بکرۃؓ، ابو جہیمؓ، ابو سعید الخدریؓ، ابو طلحہ الانصاریؓ، ابو ہریرۃؓ، ابو ایوب انصاریؓ (۷)

ڈاکٹر حسن ضیاء الدین نے ان پر مزید تین صحابہؓ کا اضافہ کیا ہے وہ زید بن ثابت، عبادہ بن الصامتؓ اور

ام ایوبؓ ہیں۔(۸)

اور محقق ابن الجزریؒ نے ابو عبید القاسم بن سلامؒ سے صراحتاً تواتر نقل کیا ہے۔(۹)

اور مسند ابی یعلی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ ممبر پر کھڑے ہوئے اور قسم دے کر لوگوں سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے حضور ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن کو سات احرف میں اتارا گیا ہے تمام کے تمام شافی و کافی ہیں؟ تو صحابہؓ کے مجمع سے اتنی بڑی جماعت کھڑی ہوگئی کہ جس کا شمار مشکل ہوگیا پھر امیر المومنین نے فرمایا میں بھی اس پر گواہ ہوں(۱۰)

فقیہ کبیر ملا علی قاری الہرویؒ نے ان احادیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ابو عبید القاسم بن سلامؒ کے تواتر کا دعویٰ الفاظ کے متواتر ہونے کا ہے ورنہ تواتر بالمعنی میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے(۱۱) گویا یہ روایت متواتر اللفظ والمعنی ہوئی جو انتہائی نادر ہے۔

مشہور یہودی مستشرق گولڈ زیہر کے حسد اور قرآن دشمنی کی انتہا یہ ہے کہ ان تمام حقائق سے نظر پھیرتے ہوئے ابو عبید القاسم بن سلام کی طرف اس حدیث کے ضعف کا قول منسوب کیا ہے(۱۲) فلعنة الله على الكاذبين۔

دوسری بحث

سبعہ احرف کا مفہوم اور اہل علم کا اس میں اختلاف

جب قرآن حکیم کا نزول سبعہ احرف پر ہونا باحادیث متواترہ ثابت ہوچکا تو پھر احرف سے کیا مراد ہے؟ اور موجودہ قرأت کی احرف سبعہ کے ساتھ کیا نسبت ہے؟

یہ ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جو سلفاً خلفاً مختلف فیہ چلا آرہا ہے اس لئے کہ حرف لفظ مشترک ہے جو حافہ' ناحیہ' وجہ طرف حد اور ٹکڑا کے معنی میں آتا ہے۔

چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اس بارے میں اہل علم کے چالیس اقوال نقل کئے ہیں(۱۳) تاہم ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں بلکہ کبھی تو وہ اس حدیث کے مضمون کے مخالف نظر آتے ہیں مثلاً

۱۔ یہ کہ سبعہ احرف سے مراد یہ سات اشیاء ہیں۔ مطلق' مقید' عام' خاص نص' موول ناسخ و منسوخ مجمل و مفسر' استثناء اور اس کی اقسام' اور یہ بعض اصولیین کا مذہب ہے۔

۲۔ یہ کہ اس سے مراد حذف وصلہ' تقدیم و تاخیر' قلب و استعارۃ' تکرار و کنایۃ' حقیقۃ و مجاز' مجمل و مفسر ظاہر اور غریب ہے اور یہ بعض اہل لغت کا مذہب ہے۔

۳۔　یہ کہ سبعہ احرف سے مراد تذکیر و تانیث، شرط و جزا، تصریف و اعراب، اقسام اور جواب اقسام جمع و تفریق، تصغیر و تعظیم اور اختلاف ادوات جس سے معنی میں تبدیلی آرہی ہو یا نہیں۔ یہ بعض نحویوں کا مذہب ہے۔

۴۔　یہ کہ اس سے مراد معاملات کی سات اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں زھد و قناعت، حزم و خدمت، سخاوت و استغناء مجاہدہ و مراقبہ، خوف و رجاء صبر و شکر اور محبت و شوق یہ بعض صوفیاء کا مذہب ہے۔

۵۔　یہ کہ سبعہ احرف سے مراد وہ سات علوم ہیں جن پر قرآن حکیم مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں

۱۔ علم الاثبات والایجاد جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان فی خلق السموات والارض ...... (۱۴)

۲۔ علم التوحید والتنزیہ جیسے : قل هوا لله احد (۱۵)

۳۔ علم صفات الذات جیسے : ولله العزة (۳۹) الملك القدوس (۱۶)

۴۔ علم صفات الفعل جیسے : ومن یغفر الذنوب الاالله (۱۷) واقیموالصلوة (۱۸) لاتاکلوالربا (۱۹)

۵۔ علم صفات العفو والعذاب جیسے "نبئی عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی هوالعذاب الالیم (۲۰)

۶۔ علم الحشر والحساب جیسے ان الساعۃ لاٰتیۃ (۲۱) اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا (۲۲)

۷۔ علم النبوات والامامات جیسے یایها الذین امنوا طیعوالله وأطیعوالرسول وأولی الامر منکم (۲۳) یہ اقوال چند وجوہات کی بنا پر صحیح معلوم نہیں ہوتے۔

اولاً :　ان اقوال کے قائلین اپنے اقوال پر کوئی دلیل شرعی نہیں ذکر کرتے اور نہ کسی بحث علمی کی بنیاد پر یہ بات کہی گئی ہے بلکہ اس سے ہر طبقہ کے اپنے تخصص کی عکاسی ہوتی ہے کوئی نحوی ہے تو اس نے نحوی اصولوں کو بنیاد بنایا کوئی صوفی ہے تو اس نے اپنے تصوف کی روشنی میں توجیہ کر دی ہے یہی معاملہ فقہا اور اصولیین کا بھی ہے۔

ثانیاً :　ان میں سے کوئی قول بھی دلالت حدیث کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اس لئے کہ حدیث میں جو احرف سبعہ کو موضع بنایا گیا ہے اس کا تعلق قرأت اور کیفیات نطق کے ساتھ ہے اور اسی بنیاد پر حضرت عمرؓ کا اختلاف حضرت ہشام بن حکیمؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کا اختلاف دوسرے قاری کے ساتھ ہوا۔ جبکہ مذکورہ اقوال کا تعلق مفاہیم اور علمی استنباطات سے ہے۔

ثالثاً :　سبعہ احرف کے یہ مفاہیم قرآن کے سبعہ احرف پر نازل ہونے کی حکمتوں کے ساتھ بھی مطابقت نہیں رکھتے اس لئے کہ وہ حکمت تسهیل اور تیسیر علی الامته تھی تاکہ تمام لوگ قرآن حکیم کی تلاوت

کر سکیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طلب تسہیل امت کے لئے کی تھی جبکہ مذکورہ بالا مفاھیم اس کو اور زیادہ مشکل بنا رہے ہیں (۲۴)

رابعاً: ان آراء میں سے اکثر باہم متداخل بھی ہیں یا اتنے قریب ہیں کہ انکو مستقل رائے شمار نہیں کیا جا سکتا۔

بعض دوسرے قابلِ ذکر اقوال:

پہلا قول:

ابو جعفر بن سعدان النحوی (۲۵) کا ہے کہ سبعہ احرف والی حدیث ان مشکلات میں سے ہے جن کا معنی کوئی بھی نہیں معلوم کر سکتا۔ اس لئے کہ حرف کبھی حروف ھجاء کے ایک حرف پر بھی بولا جاتا ہے کبھی کسی پوری غزل یا قصیدے کو بھی حرف کہہ دیتے ہیں اور حرف جھۃ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (۲۶) تو ایسے مشترک لفظ کے مفہوم کی تحدید انتہائی مشکل ہے یہی رائے علامہ سیوطیؒ کی بھی معلوم ہوتی ہے (۲۷)

لیکن یہ رائے کچھ زیادہ وجیہ معلوم نہیں ہوتی اسلئے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ہشام بن حکیمؓ کے درمیان اور حضرت ابی بن کعبؓ اور جن نمازیوں سے ان کا قرأت میں اختلاف ہوا تھا انکے درمیان فیصلہ فرماتے ہوئے سب کی قرأت کو سن کر ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن حکیم سات احرف پر نازل ہوا ہے۔ تو اس بات سے اتنا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ اسکا معنی گو کہ متعین کرنا مشکل ہے لیکن معنی احتمالی کی گنجائش موجود ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر ان معانی پر غور کیا جائے تو لغوی اعتبار سے بھی سوائے ایک کے متعین نہیں کیا جا سکتا مثلاً اگر حرف بمعنی کلمہ (۲۸) لے لیا جائے تو یہ محال ہے اس لئے کہ قرآن سات کلمات سے مرکب تو نہیں ہے بلکہ ہزاروں کلمات پر مشتمل ہے۔

اگر حروف ھجاء میں سے حرف مراد لیا جائے تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ قرآن میں حرف سات حروف ھجاء ہی تو استعمال نہیں ہوئے بلکہ ۲۹ پورے حروف ھجاء استعمال ہوئے ہیں۔

اس سے حرف بمعنی جھۃ خود بخود متعین ہو جاتا ہے البتہ مفہوم اور مراد کا اختلاف رہ جاتا ہے جس کی تفصیل آرہی ہے۔ (۲۹)

دوسرا قول: امام قاضی عیاضؒ کا ہے ان کے ہاں سبعۃ احرف سے مراد آسانی اور سہولت ہے خاص عدد مراد نہیں ہے ان کی دلیل عرب کے استعمالات ہیں کہ وہ سبع بول کر کثرت مراد لیتے ہیں سبعون سے مراد عشرات اور سبع مائۃ سے مراد سینکڑے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں یہی مراد ہے۔

(الذین ینفقون اموالھم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة

مائة حبة) (۳۰)

اور اس رائے کی طرف محمد جمال الدین قاسمی مصری کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے (۳۱)

لیکن یہ رائے بھی احادیث کے ساتھ مطابقت نہ رکھنے کی وجہ سے محل نظر ہے۔ کچھ یہ ہیں :

الف۔ حدیث ابی بن کعبؓ کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کے واسطہ سے سوال کیا کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو پھر حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور انہوں نے دو حرف پر پڑھنے کو کہا پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا بعض روایات کے مطابق چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیلؑ حکم لائے کہ آپ کی امت کو سبعۃ احرف پر پڑھنے کی اجازت ہے (۳۲)

اس بار بار سوال کرنے اور جبرائیلؑ کے جواب لانے سے حدیث کا سیاق ایک خاص عدد کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

ب۔ حدیث ابن عباسؓ جس میں یہ صراحت ہے کہ جبرائیلؑ نے حضورؐ کو ایک حرف پر قرآن پڑھایا تو آپ نے زیادہ کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ سات احرف پر بات ختم ہو گئی (۳۳)

اس حدیث سے بھی سات کے عدد کی صراحت معلوم ہوتی ہے۔

نیز احادیث ابی ابکرہؓ اور ابن مسعود سے بھی یہی مفہوم نکلتا ہے۔

تیسرا قول : خلیل بن احمد المتوفی ۱۷۰ھ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سبع قراءات ہیں گویا حرف بمعنی قرأت ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس قول پر لازم آتا ہے کہ ہر کلمہ قرآنی سات دفعہ نازل ہوا ہو لیکن یہ محال ہے اس لئے کہ سات دفعہ مختلف انداز سے پڑھنا بہت کم حروف میں ثابت ہے لیکن اگر ان کے استدلال پر غور کیا جائے اور وہ حدیث عمرؓ سے ہے جس میں حضرت ھشام بن حکیم کے بارے میں فرماتے ہیں فقرأ القراءة التی سمعته یقرأ جبکہ یہی حضرت عمرؓ چند جملے پہلے یہ فرما چکے ہیں یقرأ علی حروف کثیرہ تو اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی مراد حرف سے قرأت ہے اور ابی بن کعبؓ کی حدیث بھی اس سے ملتی جلتی ہے۔ فرماتے ہیں فقرأ قرأة أنکرتها علیه اور چند جملے بعد اسی لفظ کو دھرایا اور فرمایا ان هذا قرأة سوی قرأة صاحبه جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اختلاف حروف میں تھا اس لئے یہ کہنا بجا ہو گا کہ یہ حضرات حرف سے مراد قرأت ہی لیتے ہیں اس کلام کے بعد یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خلیل بن احمد کی مراد قرأة سے المقروء ہے اور مقروء وہی مختلف اوجہ لغات ہیں یہی جمہور کا مسلک ہے کہ احرف سے مراد اوجہ لغات ہیں اور اگر ان کی مراد کوئی اور ہے تو علی المعترض البیان۔

چوتھا قول : بعض کا خیال ہے کہ سبعہ احرف سے مراد احکام کی سات اصناف ہیں اور ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے حضور ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ پہلی کتب ایک دروازہ اور ایک ہی حرف پر نازل ہوتی تھیں جبکہ قرآن سات دروازوں اور سات احرف پر نازل ہوا ہے اور وہ زجر وامر' حلال و حرام محکم و متشابہ اور امثال ہیں (۳۴)

لیکن یہ رائے بھی مضبوط اشکالات کے سامنے کمزور پڑ جاتی ہے۔ چند یہ ہیں۔

۱۔ حدیث میں سبعہ احرف کا تعلق قراۃ اور کیفیت نطق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا فاقروا ما تیسر منہ جبکہ مذکورہ بالا اشیاء کا تعلق احکام سے ہے الفاظ کی ادا سے نہیں ہے۔

۲۔ علامہ ابن عبدالبر نے اس حدیث کے ضعف پر اجماع نقل کیا ہے۔ اور امام بیہقی نے بھی اس کا انقطاع ثابت کیا ہے اس طرح کہ یہ حدیث ابو سلمہؓ بن عبدالرحمان حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کر رہے ہیں جبکہ ابو سلمہؓ کی ملاقات ابن مسعودؓ سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا حجت نہ ہوئی (۳۵)

۳۔ اس رائے کے قائلین کو حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے استنباط میں غلطی لگی ہے اصل بات یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے دو چیزوں کا اجمالی ذکر ابتدا میں کیا ایک سبعہ ابواب اور دوسری سبعہ احرف۔ پھر تفصیل بیان کرتے وقت ایک کی تفصیل بیان کر دی اور وہ مذکورہ بالا اشیاء ہیں۔ امر' زجر' حلال و حرام محکم و متشابہ اور امثال۔ تو در حقیقت یہ تفصیل سبعہ ابواب کی ہے نہ کہ سبعہ احرف کی (۳۶) اس کی تفصیل کو ذکر نہیں کیا۔

پانچواں قول : سبعہ احرف سے مراد وجوہ لھجات ہیں جیسے ادغام واظہار' تفخیم و ترقیق' امالہ و اشباع مد اور قصر' تشدید و تخفیف و تسہیل وغیرہ۔

لیکن یہ رائے بھی قابل اعتناء اس لئے نہیں ہے کہ یہ ساری چیزیں سبعہ احرف کی ایک وجہ میں آسکتی ہیں اور اس کو اختلاف لھجات کا نام دیا جاسکتا ہے اس لئے یہ ایک وجہ تو ہو سکتی ہے سات نہیں ہو سکتیں۔

آگے جو اقوال آرہے ہیں ان میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے بلکہ ان کو ایک دوسرے کی تشریح قرار دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے ان میں سے

پہلا قول ابو حاتم السجستانی کا ہے جن کی رائے میں سبعہ احرف سے مراد لغات عرب کی سات وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ : ایک کلمے کے بدلے میں دوسرا کلمہ پڑھنا جیسے کا لعھن المنفوش (۳۷) کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا لصوف المنفوش پڑھتے تھے اور قرأت متواترہ میں فتبینوا (۳۸) کو حمزہ و کسائی فتشبتوا (۳۹) پڑھتے ہیں۔

دوسری وجہ : ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا جیسے لغت دوس میں لام تعریف کو میم سے بدل کر

پڑھتے ہیں اس کی تائید حضرت ابو ھریرۃ کی روایت سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے ایک قبیلے کی آمد اور حضور کے ساتھ اس کی گفتگو کا ذکر کیا انہوں نے کہا امن امبر امصیام فی امسفر تو جواب میں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا لیس من امبرا امصیام فی امسفر جبکہ دوسرے اہل لغت اس کو امن البر الصیام فی السفر اور لیس من البر الصیام فی السفر پڑھتے ہیں (۴۰) اسطرح بنو ھذیل حتی حین کو عتی عین پڑھتے ہیں (۴۱) اور قرأت متواترہ میں حمزہ کسائی اور خلف تبلو کو تتلو پڑھتے ہیں (۴۲)

تیسری وجہ : تقدیم و تاخیر کر کے پڑھنا۔ چنانچہ اہل عرب کے ہاں عرضت الناقۃ علی الحوض اور عرضت الحوض علی الناقۃ یکساں معنی میں مستعمل ہیں، اور قرأت متواترہ میں فیقتلون مضارع معلوم اور ویقتلون مضارع مجہول جبکہ حمزہ و کسائی پہلے کو مجہول اور دوسرے کو معلوم پڑھتے ہیں (۴۳)

چوتھی وجہ : کسی کلمے یا حرف میں زیادتی یا نقصان کرنا جیسے فاصدق واکن من الصالحین (۴۴) کو ابو عمرو البصریؒ نے فاصدق واکون من الصالحین اسی طرح وقالو اتحذالله ولدا سجنه (۴۵) کو ابن عامر الشامیؒ بغیر واؤ کے قالوا تخذ اللہ پڑھتے ہیں (۴۶)

پانچویں وجہ : مبنی کی حرکات کا اختلاف جیسے الذین یبخلون ویا مرون الناس بالبخل (۴۷) باء کے ضمہ اور خاء کے سکون کے ساتھ عام قراء کی قرأت ہے اور حمزہ و کسائی بالبخل باء اور خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں (۴۸)

چھٹی وجہ : اعراب کا اختلاف : جیسے بلحارث بن کعبؓ تثنیہ میں رفع، نصب، جر الف کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں جبکہ باقی اہل لغت رفع الف کے ساتھ اور نصب و جر یائے لین کے ساتھ پڑھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں جاء نی رجلان رایت رجلان مررت برجلان (۴۹) اور قرآن حکیم میں قالوا ان هذین لساحران (۵۰) کو مکی بصری اور حفص کے علاوہ باقی قراء ان ھذان پڑھتے ہیں (۵۱)

ساتویں وجہ : اختلاف لہجات و اداء جیسے بعض اہل لغت امالہ کرتے تھے جبکہ دوسروں کے ہاں امالہ نہ تھا اسی طرح کچھ ادغام کر کے پڑھتے تھے اور بعض اظہار کرتے تھے۔

دوسرا قول : ابن قتیبہ اور الباقلانی کا قول بھی اس سے ملتا جلتا ہے ان کے نزدیک وہ اوجہ سبعہ یہ ہیں۔

پہلی وجہ : تقدیم و تاخیر کا اختلاف اس کا ذکر سجستانی کی رائے میں گزر چکا ہے۔

دوسری وجہ : زیادتی اور نقصان کا اختلاف۔ اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔

تیسری وجہ : ایسا اختلاف جس کی بنا پر لفظ کی صورت رسمی اور معنی دونوں بدلتے ہوں جیسے وطلح منضود

(۵۲)اور طلع منضود بعض اہل لغت کے ہاں دونوں جدا چیزیں ہیں اور ان کے معانی میں اختلاف ہے یہ مثال انکی بن سکتی ہے البتہ جن کے نزدیک دونوں لفظ ہم معنی ہیں تو ان کے نزدیک یہ مثال نہیں بن سکتی۔

چوتھی وجہ : ایسا اختلاف جو معنی کی تبدیلی کا سبب بنتا ہو لیکن صورت دونوں قرأتوں کی ایک ہی ہو جیسے وانظر الی العظام کیف ننشزھا (۵۳)زای کے ساتھ جو موت کے بعد دوبارہ اٹھانے کے معنی میں مستعمل ہے جبکہ نافع، مکی بصری کے ہاں اس کو ننشر ھا کے ساتھ پڑھا گیا ہے جس کے معنی پھیلاؤ دینے کے ہیں۔

پانچویں وجہ : ایسا اختلاف جو کلمہ کی اصل و حقیقت میں ہو ظاہری لفظ اور معنی میں کوئی اختلاف نہ ہو جیسے ولا یاتل اولوا الفضل۔ افتعال سے اور ولا یاتل اولو الفضل (۵۴)تفعل سے۔

چھٹی وجہ : ایسا اختلاف جس میں ظاہری اختلاف ہو البتہ معنی نہ بدلتا ہو جیسے کالعھن المنفوش اور الصوف المنفوش (۵۵)

ساتویں وجہ : ایسا اختلاف جو اعراب اور بنا کا ہو جیسا ربنا باعدبین اسفارنا بصیضۃ امر اور مکی بصری ہشام اس کو بعد بعصیغہ ماضی پڑھتے ہیں (۵۶)

تیسرا قول : ابو الفضل عبدالرحمان بن احمد بن الحسن الرازی کا ہے۔ جن کے نزدیک بھی احرف سے مراد وجوہ تغیر ہیں جن میں اختلاف واقع ہوا ہے اور وہ اوجہ یہ ہیں۔

۱۔ اسماء کا اختلاف یعنی ایک قرأت والذین ھم لا ما ناتھم وعھد ھم راعون (۵۷)جبکہ ابن کثیر مکی لا مانتھم مفرد کے ساتھ پڑھتے ہیں (۵۸)

۲۔ افعال کا اختلاف جیسا فقالوا ربنا باعد بین اسفارنا (۵۹)ماضی اور امر کیساتھ پڑھا گیا ہے (۶۰)

۳۔ وجوہ اعراب کا اختلاف جیسا ولا یضار کاتب ولا شھید (۶۱)جمہور کے ہاں بفتح الرأ ہے اور امام حمزہ اس کو بضم الرأ پڑھتے ہیں (۶۲)

۴۔ زیادتی اور نقصان کا اختلاف جیسا واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھار (۶۳)کو ابن کثیر مکی من کے اضافہ کے ساتھ پڑھتے ہیں (۶۴)

۵۔ تقدیم و تاخیر کا اختلاف جیسے وقاتلو وقتلوا (۶۵)کو حمزہ اور کسائی و قتلوو قاتلو پڑھتے ہیں (۶۶)

۶۔ ایک کلمے کی دوسرے کلمے کیساتھ تبدیلی کا اختلاف جیسے وانظر الی العظام کیف ننشرھا (۶۷) کو قرأ سبعہ میں سے نافع مکی اور بصری ننشر ھا۔ بالرء پڑھتے ہیں۔ (۶۸)

۷۔ مختلف لہجات کا اختلاف : جیسے امالہ اور عدم امالہ اسی طرح تفخیم و ترقیق ادغام اور اظہار کا اختلاف وغیرہ جیسا وھل اتاك حدیث موسی (۶۹) میں اتاک اور موسیٰ کو حمزہ اور کسائی امالہ کبری اور ورش امالہ صغریٰ سے پڑھتے ہیں اسی طرح بصریؒ دوسرے میں تقلیل کرتے ہیں (۷۰)

چوتھا قول : خاتمہ المحققین امام محمد بن محمد الجزریؒ کا ہے جنہوں نے ۳۰ سال سے زائد عرصہ اس حدیث میں غور و خوض کے بعد یہ فرمایا کہ میں نے تمام قرأت صحیحہ 'شاذہ' ضعیفہ اور منکرہ کا تجزیہ کیا تو وہ اختلاف کی سات وجوہ سے باہر نہیں ہیں۔

پہلی وجہ : حرکات کا اختلاف جس کی بنیاد پر نہ صورت لفظ بدلتی ہے نہ معنی بدلتا ہے جیسے البخل بضم الباء وسکون الخاء اور البخل بالفتحتین (۷۱)

دوسری وجہ : حرکات کا اختلاف اس طرح ہو کہ اس میں تغیر معنی تو ہو لیکن صورت رسمیہ تبدیل نہ ہو جیسے فتلقی آدم 'ضمہ کے ساتھ۔ من ربه کلمات' منصوب بالجر۔ جو کہ جمہور قرأسبعہ کی قرأۃ ہے جبکہ ابن کثیر مکی کے ہاں آدم منصوب بر مفعولیت اور کلمات مرفوع بر فاعلیت ہے (۷۲)

تیسری وجہ : حروف کا اختلاف جس کی بنیاد پر معنی تبدیل ہو لیکن صورت رسمیہ تبدیل نہ ہو جیسے تبلو اور تتلو سورۂ یونس کی آیت "هنالك تبلوكل نفس مأأسلفت" میں حمزہ و کسائی اس کو دو تاء سے پڑھتے ہیں جس کے معنی پیچھے آنے کے ہیں جبکہ باقی حضرات باء کے ساتھ پڑھتے ہیں جو امتحان کے معنی میں آتا ہے (۷۳)

چوتھی وجہ : وجہ بالا کا عکس یعنی حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ تو تبدیل ہو لیکن معنی میں کوئی اختلاف نہ ہو بلکہ یکساں ہو جیسے "وزاد کم فی الخلق بصطة" میں خلادؒ کی ایک روایت نافع' بزی' ابن ذکوان' شعبہ' کسائی کے ہاں صاد کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ جبکہ خلاد کی دوسری روایت اور باقی قرأسبعہ کے ہاں سین کے ساتھ پڑھا گیا ہے (۷۴)

پانچویں وجہ : حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ اور معنی دونوں تبدیل ہو رہے ہیں جیسے فامضوا اور فاسعوا الی ذکر الله (۷۵)

چھٹی وجہ : تقدیم و تاخیر کا اختلاف۔ اس میں علامہ جزری اور ابو الفضل الرازیؒ دونوں کا اتفاق ہے۔

ساتویں وجہ : کمی اور زیادتی کا اختلاف۔ اس رائے میں بھی ہر دو حضرات کا اشتراک ہے۔

یہ وہ چار اقوال ہیں جو ایک دوسرے کے بالکل متقارب ہیں بلکہ بقول حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ہر ایک نے اپنے پیشرو کے قول کی وضاحت کی اور اس کی تنقیح کی ہے (۷۶) اور یہ بات چند دلائل کی بنیاد پر صحیح بھی ہے۔

پہلی دلیل : عہد کے اعتبار سے بھی یہ تمام حضرات یہی ترتیب رکھتے ہیں چنانچہ ابو حاتم سجستانی سب سے اقدم ہیں جس کی وفات ۲۵۵ھ میں ہے اور اس کے بعد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہؒ ہوئے ہیں جو ۲۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے بعد قاضی ابوبکر محمد بن الطیب الباقلانی ہوئے ہیں ۴۰۳ھ میں فوت ہوئے ہیں جبکہ ابو الفضل الرازی کی وفات ۴۵۰ھ اور امام المحققین محمد بن الجزری الدمشقی کی وفات ۸۳۳ھ میں ہے اور ابن قتیبہ کا شرف تلمذ بھی سجستانی سے ثابت ہے (۷۷)

دوسری دلیل : ان اقوال اربعہ میں بہت حد تک اشتراک اور یکسانیت پائی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ یہی فرق سامنے آتا ہے کہ ابو حاتم سجستانی وجوہ اختلاف لغات سبعہ میں مانتے ہیں جبکہ ابن قتیبہ وجوہ اختلاف قرأت قرآنیہ میں مانتے ہیں اور ابو الفضل الرازی نے ابن قتیبہؒ کی اوجہ سبعہ کی تصدیق کرتے ہوئے اختلاف لہجات کا اضافہ کر دیا جو سجستانی کے قول میں نمایاں ہے اس طرح علامہ جزریؒ نے ابن قتیبہؒ کی مکمل موافقت کر دی ہے اور الباقلانی نے تو ابن قتیبہؒ کی ہی بات نقل کر دی ہے۔ تو یہ سب کچھ نزاع لفظی اور پہلے قول کی تصدیق ہی ہے۔

لیکن اس تمام ترحث کو قبول کر لینے کے بعد بھی یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ احرف سبعہ سے مراد کیا ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان آئمہ عظام میں سے کسی نے بھی یہ دعوی نہیں کیا کہ یہ احرف سبعہ کی تفصیل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک استنتاج عقلی ہوتا ہے اور ایک استنباط فقہی نصی ہوتا ہے یہ تمام اقوال استنتاج عقلی تو ہیں یعنی قرأت متواترہ میں غور کیا جائے تو کل یہی اوجہ سامنے آتی ہیں اور یہی تصریح امام ابن الجزریؒ کی بھی ہے کہ میں نے ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ اس پر غور کیا تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ قرأت کا اختلاف ان سات اوجہ سے باہر نہیں ہے اور یہ بات تو تمام کے نزدیک درجہ تسلیم تک پہنچ چکی ہے لیکن استنباط فقہی نصی کا مسئلہ ابھی تک باقی ہے کہ نص حدیث سے کیا مراد ہے ؟

اسی طرح حدیث بالا کی روشنی میں احرف سبعہ کے نزول کو تخفیف اور تیسر علی الامتہ قرار دیا گیا ہے تو ان مذکورہ بالا اوجہ کی تخفیف اور تیسیر کے ساتھ کیا مناسبت بنتی ہے ؟ مثلاً تقدیم و تاخیر کے اختلاف کا ایک اعرابی بدو کے ساتھ کیا واسطہ ؟ اسی طرح زیادتی و نقصان اور اختلاف اعراب یا اختلاف حروف جس میں تغیر معنی والصورۃ ہو یا نہ ہو ان تمام چیزوں کا تعلق تسہیل و تیسیر کے ساتھ کمزور ترین نظر آتا ہے۔

البتہ ایک قول اس بارے میں خاصا اقرب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حرف سبعہ سے مراد لغات سبعہ ہیں اور یہ لغات اہل عرب کی افصح ترین ہیں چاہے وہ لغات سبعہ ایک کلمہ میں مکمل اتفاق رکھتی ہوں یا ان میں باہم اختلاف ہو اور وہ اختلاف دو وجہوں میں یا تین وجوہ میں یا چار یا اس سے زیادہ میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک کلمہ تمام لغات میں ایک ہی وضع اور کیفیت کا ہوتا ہے تو اس میں ایک ہی قرأۃ ہوگی اور کبھی ایک لغت کے لوگ

کیفیت نطق میں اختلاف کر رہے ہوتے ہیں تو ایک لغت میں دو قرأتیں ہو جاتی ہیں۔

یہ قول جمہور اہل علم اور محققین فن کا ہے۔ ان میں مکی بن ابی طالب القیسیؒ (۷۸) ابو عبید القاسم بن سلام ابو حاتم السجستانیؒ امام طبریؒ ابو جعفر الطحاویؒ اور عصر حدیث کے ادب اور فن بلاغت کے امام مصطفیٰ صادق الرافعی کے اسمأ قابل ذکر ہیں (۷۹)

البتہ اس قول پر دو اعتراض ہو سکتے ہیں لیکن دونوں اعتراض مضبوط دلائل کے سامنے کمزور ہیں۔

پہلا اعتراض : کہ اگر احرف سبعہ سے مراد لغات سبعہ ہیں تو پھر ہر کلمہ میں سات وجوہ قرأت ہونی چاہئیں جبکہ عملاً کم یا زیادہ ہوتی ہیں ؟

اس کا جواب یہی ہے کہ کبھی مختلف لغات ایک کلمہ پر متفق ہو جاتی ہیں تو ان میں ایک ہی قرأۃ ہو گی اور کبھی سات لغت میں دو وجہوں پر اختلاف ہوتا ہے تو ان میں دو ہی قرأتیں ہوں گی۔ لہذا یہ اعتراض مندفع ہوا

دوسرا اعتراض : اگر لغات کا اختلاف مراد ہے تو پھر حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت ہشامؓ سے اختلاف کیوں کر رہے ہیں جبکہ دونوں کی لغت قریش کی لغت ہے ؟ اور ایک لغت میں باہم مختلف ہونا اس قول کی تردید کرتا ہے

جواب : قرآن کریم کی تلاوت کا دارو مدار لغت پر نہیں رہا بلکہ اعتماد سماع پر ہے اسلئے حضورؐ نے جس کو جیسی لغت میں پڑھایا وہ اسی کا پابند ٹھہرا۔ اس پر مضبوط دلیل ابن مسعودؓ کی وہ روایت ہے جس میں فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کا ایک سورۃ میں قرأت کا اختلاف ہوا دونوں کا دعویٰ یہی تھا کہ مجھے حضورؐ نے اس طرح پڑھایا ہے جب حضورؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ویسے ہی پڑھو جیسے تمہیں پڑھایا گیا ہے (۸۰)

اور خود حضرت عمرؓ کا قول بھی اسی پر دال ہے جب انہوں نے حضرت ہشامؓ سے اختلاف کیا تو دونوں نے یہی کہا کہ **هكذا اقرانيها رسول الله** ﷺ اور حضورؐ کے سامنے بھی یہی جملہ دھرایا کہ یہ سورۃ الفرقان اس طریقے پر نہیں پڑھتے جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے تو ان میں سے کسی نے بھی اپنی لغت کی طرف نسبت نہیں کی کہ تیری قرأت لغت قریش کے خلاف ہے بلکہ نسبت سماع عن النبیؐ کی طرف ہے اس سے صراحت ہو گئی کہ اعتماد سماع عن النبیؐ پر ہے نہ کہ لغت پر تو یہ اعتراض بھی مندفع ہو جاتا ہے۔

پھر اعتماد سماع پر ہونے کی وجہ سے لغات کا اختلاط ہوا اور عرضہ اخیرہ سے پہلے ان لغات سبعہ کے وہ ابعاض جن کا تعلق تخفیف اور تیسیر کے ساتھ تھا وہ منسوخ ہو گئے اور باقی ابعاض السبعۃ آج تک موجود ہیں اور جب حضرت عثمانؓ نے باجماع صحابہؓ رسم المصحف کا التزام کیا تو وہ اوجہ جن کو رسم عثمانیؓ کا شمول نہ ہو سکا تو وہ شاذہ ٹھہریں اور اس پر اجماع صحابہ ثابت ہو چکا ہے اب ان قراءات کو تفسیر و فقہ اور نحو و ادب کے احکام میں استنباط کے طور پر تو لیا جاتا ہے لیکن قرآن سمجھ کر ان کی تلاوت غیر جائز ہے اس لئے کہ قرآن مکمل طور پر متواتر ہے۔

حواشی

۱۔ سنن الترمذی باب ماجاء فی فضل القرآن ۸ / ۲۱۸ط :اسلام آباد

۲۔ دیکھئے مذاہب التفسیر الاسلامی از گولڈ زیہر ص ۸۔۹

۳۔ صحیح بخاری باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف ۱۹ / ۲۷۔۲۸ و صحیح مسلم ۱ / ۳ / ۲۷۲

۴۔ صحیح مسلم باب بیان ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف ۱ / ۲ / ۲۷۲۔ ۲۷۳

۵۔ صحیح مسلم ۱ / ۲ / ۲۷۲۔ ۲۷۳

۶۔ سنن الترمذی باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعہ احرف ۸ / ۲۱۸

۷۔ الاتقان فی علوم القرآن للامام جلال الدین السیوطی ۱ / ۴۵

۸۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو الاحرف السبعۃ و منزلۃ القرآت منہا للدکتور حسن ضیاء الدین ص ۱۰۸

۹۔ النشر فی القرآت العشر لابن الجزری ۱ / ۳۱ ۱۰۔ الاتقان للسیوطی ۱ / ۴۵

۱۱۔ المرقاۃ شرح المشکوۃ لملا علی قاری ۵ / ۱۶

۱۲۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مذاہب التفسیر الاسلامی ص ۵۴

۱۳۔ تفصیل کے لئے الاتقان ۱ / ۴۵ ۱۴۔ سورۃ آل عمران آیت (۱۹۰)

۱۵۔ سورۃ الاخلاص آیت (۱) ۱۶۔ سورۃ المنافقون آیت (۸)

۱۷۔ سورۃ الجمعۃ آیت (۱) ۱۸۔ سورۃ النساء آیت (۳۶)

۱۹۔ سورۃ البقرۃ آیت (۴۳) ۲۰۔ سورۃ آل عمران آیت (۱۳۰)

۲۱۔ سورۃ الحج آیت (۴۹) ۲۲۔ سورۃ الغافر آیت (۴۹)

۲۳۔ سورۃ الاسراء آیت (۱۴) ۲۴۔ سورۃ النساء آیت (۵۹) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو البرہان ۱ / ۲۲۴ اور الاتقان ۱ / ۴۸

۲۵۔ چنانچہ حدیث مذکور میں کہا گیا ہے یا جبریل انی بیعثت الی امۃ امیین منہم العجوز والشیخ الکبیر والغلام والجاریۃ والرجل الذی لم یقرأ کتاباقط قال یامحمد : ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف

۲۶۔ ابو جعفر محمد بن سعدان النحوی مشہور قرائمیں سے ایک ہیں۔ قرآت میں پہلے امام حمزہ کے متبعین میں سے تھے پھر خود ایک قرآت کی نسبت کے ساتھ مشہور ہوئے ۲۱۳ میں وفات پائی انباہ الرواۃ ۳ / ۱۴۔

۲۷۔ البرہان فی علوم القرآن ۱ / ۲۱۳

۲۸۔ چنانچہ سنن نسائی کی شرح زہر الربی ۱ / ۱۵۰ میں فرماتے ہیں :

ان ہذا القرآن انزل علی سبعۃ احرف فی المراد بہ اکثر من ثلاثین قولا حکیتہا فی الاتقان والمختار عندی انہ من المتشابہ الذی لا یدری تاویلہ ط :القاہرہ

۲۹۔ کلمہ بمعنی قصیدہ اور غزل کے ہے اور یہ لغت عرب میں مستعمل ہے۔

۳۰۔ منہج الفرقان فی علوم القرآن للشیخ محمد علی سلامہ ص ۶۰

۳۱۔ سورۃ البقرہ آیت (۲۶۱) اور دیکھئے الاتقان ۱ / ۴۶)

۳۲۔ تفصیل کیلئے محاسن التاویل ۱/ ۲۸۷۔ چنانچہ علامہ سیوطی کی رائے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں والاظہر ماذکرنا من ارادة الكثرة من السبعة لا التحديد فيشمل ماذكره ابن قتيبه وغيره.

۳۳۔ اس حدیث کو امام مسلم 'نسائی' ابوداؤد اور امام احمد نے ذکر کیا ہے۔

۳۴۔ لفظ حدیث یہ ہے عن عبدالله بن عباس ان رسول الله ﷺ قال أقرأني جبريل على حرف فراجعته فلم ازل استزيده فيز يدني حتى انتهى الى سبعه أحرف ۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن ۱۹/ ۲۷۔۲۸ و صحیح مسلم ۱/ ۲۷۳

۳۵۔ اس حدیث کی تخریج امام طبری نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔ تفصیل کے لئے جامع البیان عن تاویل ای القرآن ۱/ ۲۷۔ ۹۸ دیکھ لی جائے نیز الاتقان ۱/ ۴۸

۳۶۔ البرھان ۱/ ۲۱۶۔ ۱۷ اور فتح الباری ۹/ ۲۴ ۳۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے المعجز ۱/ ۲۵

۳۸۔ سورۃ القارعۃ آیت (۵) ۳۹۔ سورۃ النساء آیت (۹۴) اور سورۃ الحجرات آیت (۶)

۴۰۔ البدور الزاهرہ صفحہ ۱۸۱ اور ص ۲۹۹ پہلا بیان سے ہے جبکہ دوسرا اثبت سے۔ ہے

۴۱۔ کتاب المبانی ص (۲۲۱۔۲۲۸) ۴۲۔ تاویل مشکل القرآن لابن قتیبہ ص ۳۸۔۴۰

۴۳۔ البدور الزاهرہ ص ۱۴۲۔ ۴۴۔ سورۃ التوبہ آیت (۱۱۱) البدور الزاهرہ ص ۱۳۸

۴۵۔ سورۃ المنافقون آیت (۱۰) ۴۶۔ سورۃ البقرۃ آیت (۱۱۶)

۴۷۔ البدور الزاهرہ ص ۳۱۹ اور ص ۷۳ ۴۸۔ سورۃ النساء آیت (۷۳) سورۃ الحدید آیت (۲۴)

۴۹۔ البدور الزاهرہ ص ۷۷ اور ص ۳۱۳ ۵۰۔ کتاب المبانی ص ۲۲۱ اور اس کے بعد کو دیکھ لیا جائے۔

۵۱۔ سورۃ طٰہٰ آیت (۶۳) ۵۲۔ البدور الزاهرہ ص ۲۰۳

۵۳۔ سورۃ الواقعۃ آیت (۲۹) ۵۴۔ سورۃ البقرۃ آیت (۲۵۹)

۵۵۔ سورۃ النور آیت (۲۲) پہلا باب افتعال اور دوسرا تفعل سے ہے۔

۵۶۔ سورۃ سبا آیت (۱۹) ۵۷۔ البدور الزاهرہ (۲۵۹)

۵۸۔ سورۃ المومنون آیت (۸) ۵۹۔ البدور الزاهرہ ص ۲۱۵

۶۰۔ سورۃ سبا آیت (۱۹) ۶۱۔ البدور الزاهرہ : ۲۵۸

۶۲۔ سورۃ البقرہ آیت (۲۸۲) ۶۳۔ مناهل العرفان ۱/ ۱۴۹

۶۴۔ سورۃ التوبہ آیت (۱۰۰) ۶۵۔ غیث النفع ص ۲۳۹

۶۶۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۵ ۶۷۔ البدور الزاهرہ ص ۷۳

۶۸۔ سورۃ البقرہ آیت (۲۵۹) ۶۹۔ غیث النفع ص ۱۲۹

۷۰۔ سورۃ طٰہٰ آیت (۸) ۷۱۔ تفصیل کے لئے مناهل العرفان ۱/ ۱۳۸

۷۲۔ تفصیل کے لئے غیث النفع ص ۱۹۱ ۷۳۔ غیث النفع ص ۱۰۷

۷۴۔ غیث النفع ص ۲۴۰ ۷۵۔ غیث النفع ص ۲۲۵

۷۶۔ سورۃ الجمعہ آیت (۹) اب یہ قرأت متواترہ میں سے نہیں بلکہ شاذہ میں سے ہے اور یہ قرأت حضرت عمرؓ کی ہے۔

۷۷۔ تفصیل کے لئے النشر ۱/۲۶۔۲۷ کو دیکھ لیا جائے۔ ۷۸۔ فتح الباری علی صحیح البخاری ۹/۲۵

۷۹۔ تفصیل کے لئے الاحرف السبعۃ ومنزلۃ القرآت منہا ۱۶۲ دیکھ لی جائے

۸۰۔ اس کے لئے الابانۃ عن معانی القرآت للمکی ص ۲۴ اور اس کے بعد کو دیکھ لیا جائے۔

کتابیات

۱۔	الابانۃ عن معانی القرآت	مکی بن ابی طالب القیسی	ط: القاہرہ
۲۔	الاتقان فی علوم القرآن	الامام السیوطی	ط: لاہور
۳۔	الاحرف السبعۃ ومنزلۃ القرآت منہا	دکتور حسن ضیاء الدین عتر	ط: بیروت
۴۔	اعجاز القرآن الکریم والبلاغۃ النبویہ	مصطفیٰ صادق الرافعی	ط: القاہرہ
۵۔	انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ		ط: القاہرہ
۶۔	البدور الزاہرۃ	عبدالفتاح القاضی	ط: لاہور
۷۔	البرہان فی علوم القرآن	بدرالدین الزرکشی	ط: القاہرہ
۸۔	تاویل مشکل القرآن	ابن قتیبہ	ط: القاہرہ
۹۔	جامع البیان عن تاویل آی القرآن	ابن جریر الطبری	ط: بیروت
۱۰۔	الجامع الصحیح	الامام البخاری	ط: اسلام آباد
۱۱۔	الخصائص	ابن جنی	ط: القاہرہ
۱۲۔	دراسات فی علوم القرآن	دکتور محمد عبدالمنعم	ط: القاہرہ
۱۳۔	زہر الربی شرح المجتبیٰ	الامام السیوطی	ط: القاہرہ
۱۴۔	سنن ابی داؤد	السجستانی	ط: اسلام آباد
۱۵۔	سنن الترمذی	ابو عیسیٰ الترمذی	ط: اسلام آباد
۱۶۔	سنن النسائی	الامام النسائی	ط: اسلام آباد
۱۷۔	صحیح مسلم	الامام مسلم بن الحجاج	ط: اسلام آباد
۱۸۔	غیث النفع فی القرآت السبع	علی النوری السفاقسی	ط: القاہرہ
۱۹۔	فتح الباری علی صحیح البخاری۔	ابن حجر العسقلانی	ط: القاہرہ
۲۰۔	القرآن الحکیم		
۲۱۔	محاسن التاویل	جمال الدین القاسمی	ط: القاہرہ
۲۲۔	مذاہب التفسیر الاسلامی	گولڈزیھر	ط: القاہرہ
۲۳۔	المرقاۃ شرح المشکوۃ	ملا علی قاری الہروی	ط: ملتان
۲۴۔	مسند الامام احمد بن حنبل		ط: بیروت
۲۵۔	مقدمہ کتاب المبانی		ط: بیروت
۲۶۔	مناھل العرفان فی علوم القرآن	محمد عبدالعظیم الزرقانی	ط: القاہرہ
۲۷۔	منہج الفرقان فی علوم القرآن	محمد علی سلامۃ	ط: القاہرہ
۲۸۔	النشر فی القرآت العشر	محمد ابن الجزری	ط: القاہرہ

۵۰۰

افکار و تاثرات ________ قارئین بنام مدیر

محترم و مکرم مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج شریف! میں نے گزشتہ سال سے الحق رسالہ جاری کرایا ہے اور باوجود سخت مصروفیات کے اسے پڑھتا ہوں اور اس کے وقیع اور متوازن مضامین سے لطف اندوز ہو کر استفادہ کرتا ہوں' اللہ اسے قائم و دائم رکھے۔ البتہ ماہ صفر ۱۴۲۲ھ بمطابق مئی ۲۰۰۱ء کا شمارہ پڑھ کر تعجب اور حیرانی کے ساتھ بڑی مایوسی چھا گئی اس شمارہ کے صفحہ ۱۷ سے ۳۴ تک ایک طویل مگر دلخراش مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان اسطرح ہے "اکیسویں صدی کا جہاد قرآن حکیم کے ذریعہ سے" اس مضمون کا مضمون نگار فاضل مولانا شہاب الدین ندوی صاحب ہیں۔ میں ان حضرت کو نہیں جانتا ہوں مگر اندازہ ہے کہ یہ حضرت ہندوستان کے ماحول کے رنگ کو پاکستانی ماحول کے رنگ پر چڑھانا چاہتے ہیں۔ جناب وحید الدین خان کا جو فلسفہ اس وقت ہندوستانی ماحول پر اثر انداز ہو رہا ہے فاضل مضمون نگار کسی حد تک اسی سے متاثر ہیں اور اسی اثرات کو اپنے مضمون میں سمو کر قوم کے سامنے پیش کیا ہے میں صاحب مضمون کے مضمون کے قابل گرفت مقامات کی نشاندھی اور اس پر تبصرہ نہیں کر سکوں گا' کیونکہ مجھے یقیناً فرصت نہیں تاہم میں اتنا اجمالی عرض کروں گا کہ فاضل مضمون نگار نے "جہاد مقدس" پر بہت بڑا ظلم کیا ہے' کیونکہ فنون کی ہر چیز کا ایک تعارف ہوتا ہے اور ہر حکم اور مسئلہ کی ایک لغوی اور ایک اصطلاحی تعریف ہوتی ہے پھر اس تعریف کی جامعیت مانعیت پر بحث ہوتی ہے تاکہ حکم مطلوب ہر خارجی و داخلی اثرات سے محفوظ ہو جائے اگر اسم فاعل' نائب فاعل' مفاعیل خمسہ استشنا مبتدا اور خبر کی جامع مانع تعریف ہے اور حیض و نفاس اور استحاصہ کی تعریف ہے تو کیا اس مظلوم حکم "جہاد" کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں ؟ ؟ بس صرف یہ ایک حکم ہے جو ایسا معجون مرکب ہے کہ جس میں جو چاہو داخل کرو اور جو چاہو نکال باہر کرو مضمون نگار نے جہاد کے مفہوم سے ہٹ کر ایک ایسا نقشہ پیش کیا ہے جس میں قرآن و حدیث اور سلف صالحین کا پیش کردہ جہاد گم ہو کر رہ گیا ہے اور اگر اس کے چند اجزا اس معجون مرکب میں باقی رہ گئے تھے "فاضل نے" پلٹ کر اس کو ایسے نظریہ ضرورت کے تحت ڈال دیا جیسا کہ کسی کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آ کر حمام کی طرف دوڑتا ہے اور جلدی جلدی واپس لوٹ کر آرام سے لیٹ جاتا ہے۔

"فاضل" نے یہ بھی سعی نا مشکور کی ہے کہ ہم اپنے علوم میں ناکام رہے ہیں اب ہمیں جدید علوم کو اپنانا پڑے گا تاکہ ہم ترقی کر سکیں یہ علمی جہاد ہے اور یہ سب سے بڑا جہاد ہے چنانچہ جدید ٹیکنالوجی اور سائنس کی

تعریف کرتے کرتے آخر میں "فاضل" لکھتے ہیں "یہی موجودہ دور کا سب سے بڑا جہاد ہے" (ص ۲۹)

میں انتہائی درد کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ امت جتنی پستی میں چلی گئی ہے اسے مزید پستی میں نہ دھکیلا جائے بلکہ اس کو اس پستی سے نکالنے کی کوشش کیا جائے قرآن و حدیث اور تاریخ امت ہمیں اقدامی جہاد سمجھا رہی ہے اور جدید دور کے چند ماڈرن علماً نے ہمیں دفاع کا وہ مظلومانہ فلسفہ بتا رہے ہیں جو کسی بھی جاندار حیوان اور جانور کا اضطراری حق ہے جو کسی نے ان کو دیا نہیں بلکہ قانونِ فطرت نے خود اسے فراہم کیا ہے اور نظریہ مجبوری نے خود اسے مجبور کر دیا ہے۔ آج یہ آزاد خیال علماً اہل باطل کو تقویت پہنچانے کیلئے مسلمانوں کو ذبح کے وقت ہاتھ پاؤں مارنے کیلئے دفاعی جہاد کا تحفہ دے رہے ہیں اور جہاد کے بالکل ابتدائی دور کے مراحل سے یا خود دھوکہ میں پڑ چکے ہیں۔ یا دانستہ امت کو دھوکہ دے رہے ہیں وقاتلو هم حتى لاتكون فتنه ويكون الدين كله لله" کیا یہ دفاع اور اضطرار اور الضرورة تتقدر بقدر الضرورة ہے یا یہ اقدام ہے ؟ اور امرت ان اقاتل الناس حتى يشهد وٓا ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله کیا یہ اضطراری' جبری اور دفاعی حالت ہے یا اقدام ہے ؟ اور جنگ خندق کے موقع پر آپؐ نے فرمایا" الا ان نغزوهم ولا يغزونا " بخاری کی یہ روایت اور کفار کے چلے جانے کے بعد آنحضرت کا یہ اعلان عام کیا دفاع کے لئے تھا یا یہ اقدام کا کھلا اعلان ہے۔ علامہ سرخسیؒ نے جہاد کے چند مراحل کا ذکر کیا ہے کہ پہلے مکی دور تھا جہاد نہیں تھا پھر مدینہ میں جہاد دفاعی کا حکم آیا پھر اشہر حرم میں نہ لڑنے کا حکم آیا یہ مراحل جب گزر گئے تو حرم شریف میں اقدام کی ممانعت آئی پھر وہ مرحلہ ختم ہوا اور وقاتلوا المشركين كا فة كما يقاتلونكم كا فة کا حکم آیا اور یہ مطلق حکم قیامت تک قائم ہوا شارحین حدیث نے جہاد کی تعریف یوں کی ہے الجهاد و بكر الجيم هوالشقة لغه و شرعاً بذل الجهد فی قتال الكفار كنز العمال کی روایت ہے ایک شخص کے سوال کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جہاد یہ ہے کہ " ان تقاتل الكفار اذا لقيتهم حدیث میں جہاد کی واضح تعریف موجود ہے شارحین نے اس کی واضح تعریف کی ہے اور ہم نے اس کو چوں چوں مربہ اور "اگرچہ مگرچہ" کا ایسا ملغوبہ بنا دیا ہے کہ جہاد کا نقشہ ہی دل و دماغ سے اوجھل کر دیا کہ یہ ظلم میں پسے ہوئے مسلمانوں کی مدد ہے یا ظالم کنار کی اعانت ہے ؟ آپ کا یہ عظیم الشان انقلابی پرچہ الحق لحمایۃ الحق ہے اور یقیناً یہ حق ہے اور اس کا قیام للحق ہے لہذا س میں حق آنا چاہیے اور اس طرح ناحق ہرگز اس میں نہیں آنا چاہیے اور ایسے مضمون نگاروں کے زور قلم سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(مولانا) فضل محمد مدظلہ یوسف زئی

استاذ حدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

علماء و طلباء کیلئے عظیم خوشخبری

اصلاحی و انقلابی خطبات جو آپ کی زندگی میں روحانی انقلاب لا سکتے ہیں

خطباتِ حکیم الامت رحؒ

کامل 32 جلد قیمت =/5620 روپے

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے تقریباً 300 خطبات کا عظیم انسائیکلوپیڈیا
مکمل دعوات عبدیت اور دوسرے سلسلوں کا تقریباً 16 ہزار صفحات پر مشتمل مجموعہ

خطباتِ مسیح الامت رحؒ

3 جلد قیمت =/315 روپے

حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ (خلیفہ حضرت مجدد تھانوی رحمہ اللہ)
ذکرِ الٰہی، خشیتِ الٰہی، تعلقِ الٰہی، خوفِ الٰہی، توحیدِ حقیقی، ذکرِ النبیؐ، تبلیغ اور اس جیسے 18 خطبات کا بہترین مجموعہ

خطباتِ اکابر

5 جلد قیمت =/735 روپے

علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا منظور نعمانیؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، دیگر تقریباً 125 اہم اسلامی موضوعات پر بہترین خطبات

خطباتِ عارفیؒ

21 اہم خطبات، قیمت =/150 روپے

عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ (خلیفہ حضرت مجدد تھانوی رحمہ اللہ)
ایمان سب سے بڑی دولت، زندگی کے مصائب، دورِ حاضر کے سیاسی فتنے، تشویشات اور بیماریوں کا حل

خطباتِ احتشام رحؒ

100 خطبات 6 جلد =/795 روپے

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ
محبتِ الٰہی، صفاتِ الٰہی، نبوت و توحید، جمعہ و عیدین، اصلاحِ باطن، توحید اور شرک، نظریہ پاکستان اور سوشلزم کے خلاف متفقہ فتویٰ، تاریخ عاشورہ اور شہادتِ حسینؓ، اور اس جیسے تقریباً 100 خطبات

خطباتِ محمود

3 جلد قیمت =/315 روپے

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ....
فضیلتِ ذکر، محبتِ رسول ﷺ، اتباعِ سنت، حقیقتِ شکر، تاثیرِ ذکر، فوائدِ صحبت، ضرورتِ تبلیغ، حقوقِ مصطفیٰ ﷺ، تزکیہ نفس، حقیقتِ بدعت، اصلاحِ قلب، اور اس جیسے 50 سے زائد موضوعات

خطباتِ مفکرِ اسلام

20 خطبات کا مجموعہ قیمت =/165

از داعیِ کبیر مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ...... قرآن کا مطالبہ، محسنِ عالم، علومِ اسلامیہ اصل سرچشمہ، لسانی اور تہذیبی جاہلیت، دینِ حق اور دعوتِ اسلام، سیرتِ نبویؐ اور عصرِ حاضر، حرمین شریفین اور جزیرۃ العرب، فرضِ منصبی، اخلاق اور جذبۂ قربانی، انسان خدا پرست اور خود غرض بھی اور اس جیسے بیس سے زائد خطبات کا مجموعہ مجلد قیمت =/165

خطباتِ طیب رحؒ

12 خطبات کا مجموعہ =/150 روپے

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ
فضائلِ تقویٰ، اخلاص و اصلاح، قرآن کا اعجاز، مذاہبِ عالم، سیرتِ رحمۃ للعالمین ﷺ، عالمِ اسلامیت کا مکمل قانونِ اسلام، منامی تقریر یعنی نیند کی حالت میں تقریر کی جو کیسٹ سے محفوظ کر لی گئی اور اہم خطبات

دیکھنا تقریر کی لذت

مولانا مفتی شکیل احمد استاد دار العلوم دیوبند
12 نادر اور اثر انگیز تقریروں کا مجموعہ، فنِ خطابت کا شاہکار مجلد قیمت =/90 روپے

تقریر سیکھئے

قیمت =/120 روپے

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نذیری (فاضل دیوبند) طلباء، مدارس، ائمہ مساجد اور خطباء مبلغین کیلئے ایک بیش قیمت تحفہ پچاس سے زائد موضوعات پر مستند جامع اصلاحی تقریریں

نوٹ: مکمل سیٹ خریدنے والوں کیلئے خصوصی رعایت

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

ہر قسم کی اسلامی کتب کیلئے

E-Mail:Ishaq90@hotmail.com 540513-41501

ترجمانی : ابو خولہ

طالبان کا نقطہ نظر اور مغربی موقف

افغانستان کے سفیر سید رحمت اللہ ہاشمی نے ۱۰ مارچ کو جنوبی کیلیفورنیا کی ایک یونیورسٹی میں تقریر کی تھی جو انٹرنیٹ پر موجود ہے اسکے بعض اہم حصے افادہ عام کی غرض سے ترجمہ کر کے شائع کئے جارہے ہیں تاکہ طالبان کے مسائل اور انکے نظریات اور مجسموں کو تباہ کئے جانے کے سلسلے میں انکا نقطہ نظر سمجھا جا سکے۔ ...... ادارہ

ہمارے مسائل کوئی نئے نہیں ہیں‘ بلکہ آپ کو معلوم ہے کہ افغانستان کو ایشائی گزرگاہ کہا جاتا تھا۔ جغرافیائی نقطہ نظر سے افغانستان کا محل وقوع انتہائی اہم ہونے کی وجہ سے ہم اٹھارہویں صدی سے لے کر اب تک مسائل کا شکار رہے ہیں۔ برطانیہ اور سوویت روس پر حملہ ہم نے نہیں کیا تھا بلکہ خود انہیں ممالک نے ہمارے اوپر حملہ کیا تھا۔ افغانستان کے مسائل ہمارے اپنے پیدا کئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ یہ مسائل تو دنیا کی بڑی طاقتوں نے ہی پیدا کئے ہیں۔ ہماری موجودہ مشکلات اس وقت شروع ہوئیں جب دسمبر ۱۹۷۹ء میں روس نے اپنی ایک لاکھ چالیس ہزار فوج کے ساتھ افغانستان پر حملہ کر دیا۔ روسی فوجوں کے دس سالہ جابرانہ تسلط کے دوران تقریباً پندرہ لاکھ معذور ہو گئے اور تقریباً ساٹھ لاکھ لوگ روسی جارحیت کی وجہ سے ہجرت پر مجبور ہوئے ۔ آج بھی ہمارے بچے روسی فوجوں کی بچھائی ہوئی بارودی سرنگوں کی زدّ میں آکر ہلاک ہو رہے ہیں‘ لیکن کوئی اس طرف توجہ نہیں دے رہا ہے۔ روسی تسلط کے دوران امریکہ‘ برطانیہ‘ فرانس اور چین کی حکومتوں نے مجاہدین کی بھرپور مدد کی اور انہیں ہر قسم کا اسلحہ فراہم کیا تھا‘ پاکستان اور ایران میں موجود مختلف نظریات کی حامل مسلح جماعتیں جو جنگ میں شامل تھیں‘ روسی انخلاء کے بعد افغانستان میں داخل ہو گئیں اور خانہ جنگی شروع کر دی۔ ان کے آپسی ٹکراؤ کی وجہ سے جو تباہی ہوئی وہ روس کے ذریعے کی گئی تباہی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تھی۔ صرف کابل میں ۶۳ ہزار افراد آپسی تصادم کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ بدامنی اور لاقانونیت اور تباہی دیکھ کر طلبہ کا ایک گروپ میدان میں آیا اور اس نے ”طالبان موومنٹ“ کے نام سے ایک تحریک برپا کی‘ جس کا آغاز افغانستان کے جنوبی صوبے قندھار سے ہوا جہاں ایک خود ساختہ کمانڈر نے دو کم عمر بچیوں کو اغوا کر کے ان کے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب کیا تھا۔ لڑکیوں کے والدین نے وہاں کے ایک اسکول ٹیچر سے اس معاملہ میں مدد طلب کی۔ اسکول ٹیچر نے ۵۳ شاگردوں کو ساتھ لے کر صرف ۱۶ عدد بندوقوں سے اس کمانڈر کے مرکز پر حملہ کیا اور اس کے

ساتھیوں کو پھانسی دے دی۔ اس واقعے کی اطلاع ہر جگہ پہنچی اور اسے طالبان کی دہشت گردی سے تعبیر کیا گیا۔ بی بی سی نے بھی اس واقعے کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد طلبہ کی ایک بڑی تعداد چہار جانب سے اس تحریک میں شامل ہونے لگی اور ایسے دیگر تمام خود ساختہ کمانڈروں کی سرکوبی کرنے کے بعد انہیں غیر مسلح کیا گیا جو لوگوں پر ظلم کررہے تھے۔

میں طالبان کی تفصیلی تاریخ بیان نہیں کرنا چاہتا مگر یہ حقیقت ہے کہ طلبہ کی اس تحریک کا آج افغانستان کے ۹۵ فیصد علاقے پر کنٹرول ہے۔ صرف چند کمانڈرس ہیں جو شمالی افغانستان کے پہاڑوں میں ابھی تک موجود ہیں۔ طالبان نے اپنے پانچ سالہ دور حکومت میں جو کچھ کیا ہے اور انہیں جو کامیابی ملی ہیں ان سے بیشتر لوگ ناواقف ہیں اس لئے میں طالبان کی اہم کامیابیوں کا تذکرہ ضرور کروں گا۔

طالبان حکومت نے پہلا کام یہ کیا ہے کہ پانچ ٹکڑوں میں تقسیم ملک کو دوبارہ متحد کیا جب کہ اقوام متحدہ اور امریکہ بھی اس ملک کے متحد ہونے کا تصور نہیں کرسکتے تھے۔

طالبان کا دوسرا اہم کام جو پہلے کی حکومتیں نہیں کرسکی تھیں یہ ہے کہ انہوں نے عوام کو غیر مسلح کیا' صورت حال یہ تھی کہ روس کے ساتھ جنگ کی وجہ سے ہر افغانی کے پاس کلاشنکوف موجود تھی۔ اسٹینگز میزائل جیسے جدید خودکار اسلحوں کے علاوہ لوگوں کے پاس جنگی جہاز اور ہیلی کاپٹر تک موجود تھے ایسے میں انہیں غیر مسلح کرنا ایک ناممکن امر سمجھا جاتا تھا۔ اقوام متحدہ نے ۱۹۹۲ء میں ان اسلحوں کو واپس خریدنے کے لئے تین ملین ڈالر کی پیش کش کی تھی مگر یہ ایک غیر عملی منصوبہ تھا۔ بہر حال ۹۵ فیصد لوگوں کو غیر مسلح کرنا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

طالبان کا تیسرا اہم کام پورے ملک میں ایک حکومت قائم کرنا ہے جو پچھلے دس سالوں سے موجود نہیں ہے۔ تمام صوبوں کو ایک مرکزی حکومت کے تحت منظم کیا گیا اور ایک امارت قائم کی گئی جو ہر معاملہ میں فیصلے کا اختیار رکھتی ہے۔

چوتھا اہم کارنامہ جو سب کے لئے باعث حیرت ہوگا یہ ہے کہ طالبان نے دنیا کی ۷۵ فیصد افیم کھیتی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ واضح رہے کہ افغانستان میں ۷۵ فیصد افیم کی کاشت ہوتی ہے۔ مگر اب افیم کی کھیتی پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کے منشیات کنٹرول پروگرام کے سربراہ مسٹر برنارڈ ایف نے ابھی گزشتہ دنوں فخر کے ساتھ اعلان کیا تھا کہ افغانستان میں افیم کی پیداوار ختم ہوگئی ہے حالانکہ اس سے خود اقوام متحدہ (کے کارندوں) کو بھی نقصان پہنچا ہے' کیونکہ اس کے ۷۰۰ ماہرین جو انسداد منشیات پروگرام کے تحت کام کررہے تھے اور بھاری تنخواہیں حاصل کررہے تھے ان کا کام ختم ہوگیا ہے۔

طالبان کا پانچواں اہم کام جو عام طور سے لوگ نہیں جانتے' افغانستان میں انسانی حقوق کی بحالی ہے

جس پر دنیا میں سب سے زیادہ شور مچایا جاتا ہے عام طور سے انسان کا سب سے بنیادی حق یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسے زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ طالبان سے پہلے خانہ جنگی کی وجہ سے کوئی بھی شخص افغانستان میں پرسکون زندگی نہیں گزار سکتا تھا مگر ہماری حکومت نے اس بنیادی حق کو بحال کرتے ہوئے سب سے پہلے ایک محفوظ اور پرسکون زندگی گزرانے کا تمام شہریوں کو موقع فراہم کیا۔ حقوق انسانی کی بحالی کے سلسلے میں دوسرا اہم کام اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ عوام کو آزادانہ اور صاف ستھرے طریقے سے انصاف مل سکے۔ آج یہاں کی طرح افغانستان میں انصاف خریدنا نہیں پڑتا۔ آپ ہمارے اوپر حقوق نسواں کی پامالی کا الزام عائد کرتے ہیں لیکن کوئی نہیں جانتا کہ افغانستان میں طالبان سے پہلے عورتوں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہوتا تھا؟ صرف چند خواتین کو بعض علامتی اسکولوں اور وزرات کے علامتی عہدوں پر فائز کر کے اسے عورتوں کے ساتھ مساوی سلوک سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ یہاں موجود افغانی میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ افغانستان کے دیہی علاقوں میں عورتوں کو جانوروں کی طرح استعمال کیا جاتا تھا حتیٰ کہ ان کی خرید فروخت بھی ہوتی تھی افغانستان کی تاریخ میں پہلی بار طالبان نے عورتوں کو فیصلے کی آزادی دی اور اب انہیں بیچا نہیں جاسکتا۔ ماضی میں یہاں تک کہ نام نہاد مہذب بادشاہوں کے دور اقتدار میں بھی عورتوں پر ہونے والے ظلم کا آپ تصور نہیں کر سکتے۔ ان کو بیچا جاتا تھا انہیں اپنے شوہروں کے سلسلے میں انتخاب کا یا انکار کا حق حاصل نہیں تھا ان کا بطور تحفہ مختلف قبیلوں کے درمیان تبادلہ ہوتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہوسکتا۔ عورتوں کو اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق حاص ہے۔

جہاں تک تعلیم اور کام کرنے کی آزادی کا سوال ہے تو اس سلسلے میں میڈیا جو کچھ کہتا ہے اس کے بر خلاف عورتوں کو آزادی حاصل ہے۔ ۱۹۹۶ء میں جب دارالحکومت کابل پر ہم نے کنٹرول حاصل کیا تو اس وقت وہاں پر کوئی قانون اور نظم و نسق موجود نہیں تھا اس وجہ سے عورتوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ ہمارے پیش نظر یہ بات ہر گز نہیں تھی کہ وہ ہمیشہ کے لئے گھروں میں ہی رہیں مگر اس وقت ہماری بات کسی نے نہیں سنی اور میڈیا نے ہمارے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا۔ حالات ایسے تھے کہ خواتین کے ساتھ زنا بالجبر جیسی سنگین واردات روزانہ ہو رہی تھیں۔ جب لوگوں کو غیر مسلح کر دیا گیا اور نظم و نسق بحال ہو گیا تو اب خواتین صحت، تعلیم اور سماجی فلاح و بہبود سے متعلق وزارتوں میں کام کر رہی ہیں۔ لیکن یہ بات صحیح ہے کہ امریکہ کی طرح ہماری عورتیں وزارت دفاع میں کام نہیں کرتیں کیونکہ ہم اپنی خواتین کو کسی جنگی جہاز کا پائلٹ یا آرائش و زیبائش اور اشتہار کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتے۔ تعلیم نسواں کے سلسلے میں بھی افغانستان میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارا دین تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہ ہمارے ایمان کا جز ہے پھر بھلا طالبان تعلیم نسواں کے مخالف کیوں ہو سکتے ہیں؟ ہم تو صرف مخلوط تعلیم کے مخالف ہیں۔ اقوام متحدہ کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق

افغانستان میں میڈیکل سائنس کے شعبہ میں طالبات کی تعداد لڑکوں سے زیادہ ہے۔ تمام بڑے شہروں میں میڈیکل سائنس کی فیکلٹی دوبارہ کھول دی گئی ہے جہاں لڑکیوں کی تعلیم کا علیحدہ انتظام ہے۔ سویڈن کی ایک کمیٹی نے بھی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے اسکول قائم کئے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ایک انتہائی اہم مسئلہ جو درپیش ہے وہ دہشت گردی کا الزام ہے یعنی افغانستان میں دہشت گرد رہتے ہیں اور امریکہ کے لئے دہشت گرد سے مراد صرف اسامہ بن لادن ہے۔ اسامہ سے امریکہ کا جب تک سیاسی مفاد وابستہ رہا' وہ اسے ہیرو اور جنگ آزادی کا مجاہد کہتا رہا لیکن سوویت روس کے بکھر جانے کے بعد جب امریکی مقصد پورا ہو گیا تو اب وہی ہیرو سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ دہشت گردی کی تعریف کیا ہے' یہ طے کرنا بڑا مشکل ہے۔ ۱۹۹۸ء میں امریکہ کے ذریعے افغانستان پر کروز میزائل برسانا جس میں کئی شہریوں کی جان گئی' کیا وہ دہشت گردی نہیں ہے؟ اگر ہم اپنے کسی ملزم کو مارنے کے لئے امریکہ پر میزائل ماریں اور امریکی شہری اس حملے میں ہلاک ہو جائیں تو امریکہ یقیناً جنگ کا اعلان کر دے گا لیکن ہم نے جنگ کا اعلان نہیں کیا۔

طالبان حکومت نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ اگر اسامہ بن لادن کینیا اور تنزانیہ کے امریکی سفارت خانوں میں بم دھماکے کے ذمہ دار ہے تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے' ہم پینتالیس دن' کے اندر مقدمہ چلا کر اسے سزا دیں گے لیکن امریکہ نے آج تک کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا اور کہا کہ اسے طالبان کے عدالتی نظام پر یقین نہیں ہے' طالبان نے دوسری تجویز یہ رکھی کہ ایک بین الاقوامی تحقیقاتی گروپ افغانستان آکر اسامہ کی سرگرمیوں پر نظر رکھے لیکن اس تجویز کو بھی مسترد کر دیا گیا' پھر ہم نے چھ ماہ قبل' تیسری تجویز یہ رکھی کہ افغانستان اور سعودی عرب کے اتفاق سے کسی تیسرے اسلامی ملک میں مقدمہ چلایا جائے ہم اس فیصلے کو تسلیم کرلیں گے لیکن امریکہ بہادر نے ہماری یہ تیسری تجویز بھی رد کر دی۔ اس لئے ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ کچھ اور ہے اگر مسئلہ صرف بن لادن ہی ہے تو ہمارا ذہن اب بھی کھلا ہوا ہے میں چوتھی دفعہ اپنی قیادت کی طرف سے خط لے کر آیا ہوں تاکہ مسئلہ حل کیا جاسکے مگر مجھے نہیں لگتا کہ امریکہ مسئلہ حل کرنا چاہے گا' کیونکہ اسے تو صرف اسامہ کی تلاش ہے' ممکن ہے اسامہ کا ہوّا کھڑا کر کے پینٹا گون CIA اور FBI جیسے خفیہ محکموں سے وابستہ اعلیٰ حکمران عام امریکی شہریوں کو اس بات کا احساس دلانا چاہتے ہیں کہ ملک کے دفاع کیلئے انکی موجودگی انتہائی ضروری ہے یا وہ اس فرضی خطرے کے ذریعہ اپنے سالانہ اضافی بجٹ کی تاویل کرنا چاہتے ہیں۔

افغانستان میں تو ایک سوئی بھی نہیں بنتی بھلا یہ غریب ملک دہشت گرد یا دنیا کے لئے خطرہ بن سکتا ہے؟ اگر دہشت گردی کی لفظی تعریف کی جائے تو اصل دہشت گرد وہ ممالک ہیں جو وسیع تباہی کے ایٹمی ہتھیار بنا رہے ہیں جن کی وجہ سے فضا میں آلودگی پیدا ہو رہی ہے اور جنگلات ختم ہو رہے ہیں' افغانستان کی موجودہ

صورت حاصل دراصل ایک ایسا آئینہ ہے جو دنیا کے اصلی چہرہ کی عکاسی کر رہا ہے اس آئینہ میں اگر کسی کو اپنی تصویر پر کوئی داغ نظر آئے تو اسے آئینہ توڑنے کے بجائے اپنا چہرہ صاف کر لینا چاہیے۔ تیئس سال تک مسلسل جنگ کی وجہ سے تباہ حال ملک پر معاشی پابندیاں عائد کر کے اقوام متحدہ نے مزید مسائل پیدا کر دیئے ہیں جنگ کی وجہ سے ملک کا نظام درہم برہم ہونے کی وجہ سے اور مہاجرین اور بارودی سرنگوں کا انتہائی پیچیدہ مسائل کی وجہ سے افغانستان پہلے ہی شدید مشکلات سے دوچار تھا ایک ماہ قبل ٹھنڈک اور غذا کی کمی کی وجہ سے تقریباً سات سو بچے ہلاک ہو چکے ہیں لیکن کسی نے بھی اس جانب توجہ نہیں دی۔ گوتم بدھ کے مجسموں کے بارے میں ہر شخص فکر مند مگر انسانی جانوں کی فکر کسی کو نہیں۔ جو لوگ اقتصادی پابندیاں عائد کر کے ہمارا اور ہمارے بچوں کا مستقبل برباد کر رہے ہیں انہیں ان مجسموں کے بارے میں گفتگو کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ میں نے مجسموں کے تباہ کر دینے کا اعلان سنا تو بڑی الجھن کا شکار ہوا اور فوراً اپنے مرکز سے رابطہ کر کے علماء کونسل کے سربراہ سے اس بابت دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ گزشتہ دنوں اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو اور سویڈن کی ایک غیر سرکاری تنظیم این جی او کے ذمہ داران کا ایک وفد آیا تھا جس کے پاس ان مجسموں کے چہرے جو گردش زمانہ کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے انہیں دوبارہ بنانے کا ایک منصوبہ تھا کونسل نے ان سے کہا کہ آپ اس رقم کو مجسموں پر خرچ کرنے کے بجائے ان بچوں کی جان بچانے میں صرف کریں جو مناسب دواؤں اور غذا کی کمی کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں لیکن اس وفد کا اصرار تھا کہ یہ رقم تو صرف ان مجسموں کیلئے ہی مختص ہے۔ اس جواب سے لوگوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا اور انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو ہمارے بچوں کی فکر نہیں ہے تو ہم ان مجسموں کو بھی ختم کر دیتے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اگر آپ خود ان مسائل کا شکار ہوتے تو آپ خود کیا کرتے ؟ آپ کے بچے آپ کی آنکھوں کے سامنے مر رہے ہوں اور پابندی لگانے والے ہی آپ کے پاس آئیں اور مجسموں کی تعمیر کرنے کی بات کریں تو آپ کیا کریں گے ؟ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے اپنے حالیہ دورہ پاکستان کے موقعہ سے ہمارے نمائندوں سے محض مجسموں کی حفاظت کیلئے ملاقات کی تھی مگر اس شخص کو افغانی بچوں کی فکر نہیں ہوئی، ساتھ لاکھ افغان مہاجرین اور غربت کے مسئلے پر اس نے کبھی گفتگو نہیں کی مسلم ممالک کی تنظیم او آئی سی نے بھی ان مجسموں کو بچانے کیلئے ایک مشن کابل بھیجا تھا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پوری دنیا پتھر کے بے جان مجسموں کے لئے تو اتنی پریشان ہے مگر انسانی جانوں کی کسی کو فکر نہیں امریکہ ہمارے اوپر معاشی پابندیاں عائد کرے یا مختلف ممالک میں دفاتر کو بند کر کے ہمیں دنیا سے کاٹنے کی کوشش کرے تو ہمارے نظریات ہرگز تبدیل نہیں کر سکتا کیوں کہ ہمارے لئے تو ہمارا نظریہ ہی سب کچھ ہے ہم تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں بے مقصد زندہ رہنے سے بہتر یہ ہے کہ نصب العین کی خاطر جان دے دی جائے۔ (بشکریہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ)

ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی

تجارت میں حرام وحلال کے اصول

اسلام سے قبل دنیا میں جہاں اور بہت سی اجارہ داریاں قائم تھیں وہاں تجارت 'خرید و فروخت میں خود ساختہ منافع کمانے کے اصول بروئے کار لائے جاتے تھے۔ تاجروں کا مقصد گاہکوں کی مجبوریوں 'ذخیرہ اندوزی سے فائدہ اٹھانا مقصود تھا۔ جھوٹی قسمیں کھا کھا کر مال فروخت کرتے۔ لات وعزیٰ کی قسموں سے غیر موجود مال (جو ابھی راستے میں ہی ہوتا) کا سودا کرتے۔ عیب دار چیزوں کو الٹ پلٹ کر کے دکھاتے اور بیچتے۔ رحمۃ العالمینؐ نے جہاں اور اجارہ داریاں ختم کر دیں تھیں وہاں تاجروں کے لئے اسلامی اصول تجارت بتادے اور عمل درآمد کی تلقین فرمائی تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ان پر سختی سے پابندی کرائی۔

وقت کے ساتھ ساتھ مغرب کی مادہ پرست تحریکوں نے اب پھر مسلمانوں کو بھی راہ راست سے دھکیل دیا جس کی بدولت خالص نبوی اسلوب پس منظر میں چلا گیا۔ دور جدید کے فکری اسالیب ایک طوفان بلا خیز کے ساتھ دینی روایات کے آگے بند باندھنے میں بہت کامیاب ہو گئے۔ عامۃ الناس میں قرآنی اصول و ہدایات' منطق استقرائی سے صرف نظر۔ مغرب کی بالادستی اور ان کی تہذیبی امامت کو مقدمۃ الجیش بنانے سے اندرونی تنوع کے باوجود خوب پروان چڑھا۔ حضور بیکس پناہ سید المرسلین ﷺ کے قائم کردہ اصول تجارت کو بالائے طاق رکھ کر ہم بھاگے جا رہے ہیں ذیل میں چند احکام نبوی ﷺ آپ کے فائدے کیلئے پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں "شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات"

ذخیرہ اندوز کی پہچان :

حضور ﷺ نے ذخیرہ اندوزی کو بہت برا بتایا ہے حضرت عمر سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ذخیرہ اندوز کی یہ نشانی بتائی کہ جب نرخ کم ہوتے ہیں تو وہ بہت افسردہ ہوتا ہے۔ اور جب قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو بہت خوش ہوتا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوز اچھا آدمی نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قیمت کم کرتے ہیں تو اسے ملال ہوتا ہے۔ اور جب اس کا نرخ بڑھتا ہے تو اسے مسرت ہوتی ہے حضرت عمرؓ سے ایک اور روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جس نے ذخیرہ اندوزی کی اور مسلمانوں کو اشیائے خوراک مال ہونے کے باوجود صحیح نرخ پر نہ دیا اس پر جذام اور افلاس مسلط ہو جاتا ہے" (بیہقی۔ ابن ماجہ)

بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسے کمائے ہوئے مال میں سے خیرات 'زکوۃ دے دیں گے تو معاملہ

ٹھیک ہو جائے گا ایسا نہیں ہوتا' صدقہ 'خیرات حلال مال سے قبول ہوتا ہے۔ حضور کریمؐ نے فرمایا کہ جس نے چالیس دن سے زیادہ اشیائے خوراک کا ذخیرہ اس لئے کہ نرخ بڑھ جائیں گے تو فروخت کرے گا۔ منافع کمایا پھر اس منافع سے خیرات بھی کر دی تو یہ اس کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

ذخیرہ اندوز لعنتی ہے :

ذخیرہ اندوز اس حالت میں لعنتی ہے کہ جب انسان کچھ خرید کر ذخیرہ کر لے تاکہ بعد میں ضرورت مندوں کے ہاتھوں مہنگے داموں میں فروخت کرے۔ (مشکوۃ) علامہ محی الدین ابو بکر یحییٰ نے بھی شرح مسلم میں اس سے ملتے جلتے الفاظ میں احتکار کی حرمت بیان کی ہے۔

ذخیرہ اندوزی شریعت مطہرہ نے اس لئے ممنوع قرار دی ہے کہ اس سے اللہ کے بندوں کو تکلیف اور نقصان ہوتا ہے۔ دین اسلام تو ایک ایسا مذہب ہے جو حیوان کو بھی تکلیف دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی کے خوراک کا سامان اتنا ہو جس سے دوسروں کی ضرورت پوری ہو سکے اور وہ دوسری جگہ اس شہر میں نہ ملتا ہو تو اس کو سامان فروخت کر دینے پر مجبور کیا جائے تاکہ لوگوں کی تکلیف رفع ہو سکے۔ جو شخص ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔ وہ مخلوق خدا کو تکلیف دینے کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور جو مخلوق خدا کو تکلیف دینے کا مرتکب ہوتا ہے وہ یقیناً اللہ کی رحمت سے دور رہتا ہے۔ اور جو اللہ کی رحمت سے دور ہو جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔

مشتبہ کام سے گریز کرو :

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے سرور کائنات ﷺ سے سنا کہ سب کو حلال کا بھی پتہ ہے اور حرام کا بھی۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں بھی ہیں جن کی حقیقت تمہیں واضح نہیں ہوتی۔ پس آپ کو چاہیے کہ مشتبہ چیز سے بھی پرہیز کرو اپنے دین اور ایمان کو محفوظ رکھو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں کو کسی کے کھیت کی منڈیر پر چرا رہا ہے اور خطرہ محسوس کرتا ہے کہ بکریاں دوسرے کے کھیت میں نہ گھس جائیں کیونکہ کھیت کی مینڈ ٹوٹی ہوئی اور کہیں نظر ہی نہیں آتی۔

حسن بن علیؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ تجھے جو چیز شک میں ڈال دے کہ یہ حرام ہے یا حلال اس کو چھوڑ دینا بہتر ہے اور جو عمل تجھ کو شک میں نہ ڈالے (کیونکہ سچائی دل کے لئے اطمینان بخش چیز ہے اور باطل شک کا موجب ہوتا ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

اس سلسلے میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ آپ جو چیز کھاتے ہیں اس میں بہتر وہ چیز ہے جو اپنے ہاتھوں سے کما کر کھائی جائے۔ اور تمہاری اولاد کی کمائی ہوئی چیز بھی تمہارے لئے جائز

ہے۔ ابن ماجہ ؒ سے روایت ہے کہ جو چیز آدمی نے کھائی اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی کمائی سے ہو اور اسکے بعد اس کی اولاد کی۔ (بخاری‘ ترمذی‘ مسلم)

قسمیں کھا کر مال فروخت نہ کرو :

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں آپ نے سنا رسولؐ سے کہ قسم کھا کر مال فروخت نہ کرو۔ قسمیں کھا کھا کر مال فروخت کرنا برکت کو ضائع کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن خداوند تعالیٰ بات نہیں کریں گے۔ نہ ان کی طرف دیکھیں گے نہ ان کے گناہوں کو معاف کریں گے۔ ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابو ذرؓ نے دریافت کیا کہ وہ کون بد بخت ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا ایک وہ شخص ہوگا جس کا کپڑا (پاجامہ یا تہبند) زمین پر لٹکتا ہوگا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ گھسٹ رہا ہوگا۔ دوسرا وہ شخص جو کسی پر احسان کر کے جتاتا ہوگا۔ تیسرا وہ جو قسم کھا کھا کر مال فروخت کرتا ہے چاہے وہ سچی قسم ہی کھاتا ہو۔ (مسلم‘ بخاری ابن ماجہ)

ابو قتادہؓ نے کہا کہ آپ نے حضورؐ کو فرماتے سنا کہ خرید و فروخت کے معاملات میں قسمیں مت کھایا کرو۔ اس لئے کہ قسمیں کھانا (چاہے وہ سچ ہی کیوں نہ ہوں) قسم کھانے کے رواج کو بڑھاتا ہے (مسلم)

عبید بن رفاعہؓ نے اپنے والد سے انہوں نے نبیؐ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ تاجر لوگوں کا حشر فاجروں‘ نافرمان لوگوں کے ساتھ ہوگا مگر نہیں ان تاجروں کے جنہوں نے اپنا مال جھوٹی قسمیں کھا کھا کر بیچا۔

مال یا چیز قبضہ میں نہیں اور فروخت کرنا :

قبل اسلام بھی ایسا ہی تھا مگر اب مغربی بودوباش نے ایسا فروغ دیا ہے کہ بیچنے والے کے پاس سامان موجود ہی نہیں ہے اور وہ کسی دوسرے سے اس شئے کا سودا بڑے وثوق سے کر لیتا ہے گاہک سے بتادیتا ہے کہ سامان سٹور یا گودام میں پڑا ہے وہاں سامنگوا کر دے دیتا ہوں آپ کل آجائیں یا مال کل آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ یا کہہ دیتا ہے کہ مال لاری اڈے پر ہے یا ریلوے مال گودام سے اٹھانا ہے۔ اس طرح گاہک سے بیعانہ یا پوری رقم وصول کر لیتے ہیں اور پھر بازار سے وہ سامان خرید کر دے دیتے ہیں۔

حضرت حکم بن حزمؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے منع فرمایا اس کام سے اس سامان کو بیچنے سے میرے قبضہ میں نہیں ہے ایک دوسری روایت میں حضرت حکم بن حزمؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور مجھ سے سامان مانگتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے کیا میں اسے بازار سے خرید کر دے سکتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا جو چیز تمہارے پاس نہیں اسے فروخت مت کرو۔ (ترمذی‘ نسائی)

ایک آدمی کی ملکیت میں جب کوئی چیز نہیں ہے تو ظاہر ہے اس کی فروخت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ایک شخص نے کسی دوسرے کی چیز جو اس کی ملکیت نہیں تو اس کے سودا کرنے یا فروخت کر دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ دیکھیں کہ منڈیوں میں جو آڑت کہلاتی ہے وہاں کیا ہوتا ہے کیا یہ نہیں ہوتا!

حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ حکم بن حزمؓ نے خوراک کا بہت سامان خریدا ہے جسے خریدنے کا حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حکم دیا تھا مگر وہی سامان حکمؓ نے قبضہ میں لینے سے قبل فروخت کر دیا۔ جب یہ بات حضرت عمرؓ تک پہنچی تو انہوں نے یہ سودا رد کر دیا اور فرمایا کہ جب تک چیز یا سامان کو اپنے قبضے میں نہ لو اسے فروخت نہ کرو۔

خرید و فروخت منع ہے:

واثلہ بن اسقعؓ نے بتایا کہ انہوں نے سنا حضورؐ سے کہ جو شخص عیب دار چیز عیب چھپا کر بیچے اور عیب نہ بتائے وہ غضب الٰہی کا شکار ہوا اور فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے ہیں۔ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ سامان جس کی قیمت تم نے اچھے اور عمدہ سامان کی لی اور اس میں داغ' دھبے دار چیز ملا دی اس پر بہت گناہ ہے۔ (مسلم' بخاری)

عبید اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا کہ پھلوں کے باغ اس وقت نہ فروخت کرو جب تک پھلوں میں پختگی ظاہر نہ ہو جائے۔ اور ممانعت کی خریدنے اور بیچنے کی۔ (بخاری' مسلم)

انسؓ کہتے ہیں کہ آپ نے دریافت کیا باغ پھل آنے سے قبل نہ بیچ دیا جائے تو آپؐ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ جب خداوند تعالیٰ پھلوں کو پکنے سے روک دے تو تم میں سے کون اپنے بھائی کا مال لے گا۔ پہلے یہ طریقہ رائج تھا (بلکہ آج بھی) کہ باغ کا مالک ایک ایک دو دو سال کے لئے باغ بیچ دیا کرتے تھے۔ اور پھل کی خرابی نہ فصل نہ ہونے کی وجہ سے بہت زبردست نقصان ہوتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ طریقہ غلط ہے اگر کسی آفت کی وجہ سے پھلوں میں کمی ہو جائے تو خریدار کو نقصان ہوتا ہے۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا رسولؐ سے اگر تو نے پھلوں کو اپنے بھائی (کسی مسلمان) کے ہاتھ فروخت کیا اور ان پھلوں پر کوئی آفت نازل ہوئی اور وہ برباد ہو گئے تو تجھکو خریدار سے کچھ لینے کا حق نہیں ہے۔ لہذا جب تک پھلوں میں پختگی ظاہر نہ ہو جائے مت خریدو اور مت بیچو۔ عرض کی پختگی کا کیا مطلب۔ فرمایا کہ جب تک پھل درخت پر نظر آنے لگیں ۔ ابن عمرؓ نے بتایا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مت خرید و غلہ یا اجناس جب تک تمہارے نہ ہو۔ پہلے یہ دستور تھا کہ تاجر قافلے سے پہلے شہر کے اندر آجاتے مال ابھی راستے میں اونٹوں پر ہوتا اور یہ بتا کر اتنا غلہ آرہا ہے سودا کر لیتے تھے۔ اس طریقہ کو سخت منع فرمایا کہ جب تک وہ سامان جس کا تم سودا کرو تمہارے سامان نہ ہو اس کا سودا مت کرو۔ منع فرمایا کسی چیز کو قبضے میں لینے سے قبل پیسے ادا کرنے سے۔ حضرت

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

شروحات بخاری میں ایک مستند جامع شرح کا اضافہ

علماء و طلباء کیلئے یکساں مفید

الخیر الجاری

فی شرح صحیح البخاری

کامل 6 جلد

تصنیف

شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت فیوضہم

خلیفۂ ارشد حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ و حضرت مولانا مسیح اللہ رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

خصوصیات

۱۔ محدث کبیر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اور استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ جیسی تین عظیم شخصیات کے علوم کا خلاصہ۔

۲۔ **تحفتہ القاری شرح صحیح بخاری** غیر مطبوعہ از حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ سے استفادہ بالخصوص اور تقریباً ساٹھ دیگر شروحات جامع خلاصہ

۳۔ مذاہب کا خاص طور پر محتاط انداز سے بیان

۴۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے دوران تدریس بتلائے گئے علمی فوائد پر مشتمل۔

۵۔ بخاری شریف کے ابواب کی اغراض (جن کی ابحاث میں بنیادی اور مرکزی حیثیت ہے) تحفتہ القاری (غیر مطبوعہ) سے موخوذ ہیں۔

۷۔ شرح ہذا مصنف موصوف کے سالہا سال تدریسی تجربات، وسیع مطالعہ، علم حدیث سے خصوصی شغف کا ثمرہ ہے۔

۸۔ ابتداء میں علمی مقدمہ جو مبادیات و متعلقات حدیث، امام بخاری رحمہ اللہ کے حالات، مذہب، طرز تصنیف، افضلیۃ صحیح البخاری علی صحیح مسلم، دیگر صحاح کا طرز تالیف وغیرہ فوائد عجیبہ ونکات لطیفہ پر مشتمل ہے

۹۔ بقول مصنف یہ تصنیف نہیں بلکہ برائے تدریس قابل اعتماد معلومات کا ذخیرہ ہے۔

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

E-Mail:Ishaq90@hotmail.com ☎ 540513-41501

کامل 6 جلد اعلیٰ کاغذ خوبصورت جلدوں میں

قیمت 675 روپے

نوٹ:۔ مصنف کی شرح ترمذی و شرح ابوداؤد زیر طبع

ثنائے رسولؐ

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ

اللہ اللہ مصطفیؐ ہے بس دلیلِ مصطفیؐ

روح پرور کس قدر یہ قال و قیلِ مصطفیؐ
لب پہ جاری دم بدم ذکرِ جمیلِ مصطفیؐ

اللہ اللہ حوضِ کوثر ساقیء کوثر کا فیض
مرحبا آب زلالِ سلسبیلِ مصطفیؐ

لا مکاں پر ہوگئے ہمرازِ رب العالمیں
یہ مقام و مرتبہ شانِ جلیلِ مصطفیؐ

باعث تنویرِ خورشید و قمر صد آفریں
نازشِ کون و مکاں وجہِ شکیلِ مصطفیؐ

پیکر خلقِ عظیم و عکسِ قرآنِ کریم
اللہ اللہ مصطفیؐ ہے بس دلیلِ مصطفیؐ

رحمۃ للعالمین و کافۃً للناس ہے
روح عالم ایک ذاتِ بے عدیلِ مصطفیؐ

جنبشِ ابرو پہ تیری ہر دو عالم ہیں نثار
فانیؔ عاصی بھی اک ادنی قتیلِ مصطفیؐ

شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

دارالعلوم کے ششماہی امتحانات کا انعقاد :

یکم جمادی الاولیٰ کو دارالعلوم حقانیہ کے ششماہی امتحانات کا انعقاد ہوا۔ امتحانات سے قبل دارالعلوم کے اساتذہ اور انتظامیہ کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ اور اس میں امتحانات کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا۔ امتحانات ایوان شریعت ہال اور مسجد میں منعقد ہوئے۔ معزز اساتذہ سمیت امتحانات کی تمام تر تیاری اور خصوصی نگرانی خود نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے فرمائی۔ امتحانات انتہائی پروقار اور خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئے۔ عنقریب ہی امتحانات کے نتائج طلبا کے گھروں کیلئے روانہ کردیئے جائیں گے۔

مختلف بین الاقوامی صحافیوں کی دارالعلوم آمد :

حسب سابق ورلڈ میڈیا کے صحافی ودانشور حضرات بدستور جامعہ تشریف لارہے ہیں اور انہوں نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے عالم اسلام اور تحریک طالبان' دینی مدارس اور پاکستان کے سیاسی حالات پر طویل انٹرویوز ریکارڈ کئے اور دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا۔ ان ٹیموں میں سرفہرست امریکہ کے بچوں کے تعلیمی چینل کے پروڈیوسر اور ان کے رفقا شامل تھے۔ اس کے علاوہ فرانس کے چینل 2' ہالینڈ' جرمنی' انگلینڈ کے مختلف میڈیا سے وابستہ حضرات نے بھی دارالعلوم کا دورہ کیا۔

مولانا حامد الحق حقانی کا دورۂ یورپ :

جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے بڑے فرزند دارالعلوم کے مدرس اور جمعیت علماً اسلام کے رہنما مولانا حامد الحق حقانی صاحب کی دورۂ یورپ سے گزشتہ دنوں وطن واپسی ہوئی آپ کا یہ دورہ تقریباً 40 دن پر مشتمل تھا۔ برطانیہ میں لندن سمیت مختلف شہروں کے علاوہ آپ نے ہالینڈ' بلجئم اور فرانس میں متعدد اہم علمی وسیاسی اور عالمی تنظیم ختم نبوت اور جمعیت علماً اسلام کی جماعتی شخصیات' متعدد مبلغین حضرات' علمائے کرام اور پاکستانی حضرات کے علاوہ کئی سماجی' فلاحی بہبود کی تنظیموں کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں۔ آپ کے اعزاز میں ترتیب دیئے گئے پروگراموں سے افغانستان' فلسطین' کشمیر اور دنیا بھر میں کفر کے خلاف

بر سر پیکار مسلمانان عالم کے موضوعات اور اسلام اور جہاد کی حقانیت پر تقاریر کیں۔ اور وہاں پر کئی اسلامک انسٹیٹیوٹس کا بھی دورہ کیا۔ واپسی پر آپ نے ایک ہفتہ قیام سعودی عرب میں بھی کیا' حرمین شریفین میں انہوں نے عمرہ اور زیارت نبویؐ کی سعادت بھی حاصل کی۔

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی کو صدمہ :

۹ جولائی ۲۰۰۱ء اسی ماہ دارالعلوم حقانیہ کے مدرس اور ادارہ الحق کے خصوصی رفیق مولانا محمد ابراہیم فانی کے سسر مولانا عبدالحئی صاحب اپنے گاؤں زروبی ضلع صوابی میں انتقال کر گئے۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب سابق شیخ الحدیث مدرسہ فتح پور دہلی (بھارت) کے داماد تھے۔ اور انہی کی زیر سرپرستی ملتان اور کہروڑ پکا میں تحصیل علم سے فراغت حاصل کی۔ آپ انتہائی ذہین وفطین اور بہت سی خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ تقریباً ۳۰ سال تک گاؤں کے بچوں کو حسبة لله پڑھاتے رہے اور اسکے ساتھ ساتھ جز وقتی طور پر طلبہ کو مختلف کتابوں کا درس بھی دیتے تھے۔ آپ کی وفات پر تعزیت کے لئے نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ دیگر اساتذہ دارالعلوم سمیت زروبی تشریف لے گئے اور اسی طرح کثیر تعداد میں طلبہ نے بھی تعزیت کی۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بوجہ اپنی علالت اپنا تعزیتی مکتوب مولانا راشد الحق صاحب کے ہاتھ بھیج دیا۔ جو کہ انہوں نے تعزیت کے دوران فانی صاحب کو پیش کیا۔ ادارہ اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ فانی صاحب اور مرحوم کے صاحبزادگان مولوی انیس احمد حقانی اور مولوی مفتی شکور احمد صاحب کے ساتھ تعزیت کرتا ہے۔

مشہور روحانی بزرگ مولانا عبدالمتین باچا صاحبؒ کا انتقال :

ماہ رواں میں ایک عظیم علمی وروحانی سانحہ حضرت مولانا عبدالمتین باچا صاحب کی وفات کی شکل میں پیش آیا۔ مرحوم بام خیل ضلع صوابی کے مشہور روحانی خانوادہ کے بزرگ تھے۔ آپ مولانا عبدالحئی باچا صاحب فاضل حقانیہ کے والد گرامی اور مولانا عبدالمحئی باچاو مولانا عبدالبر باچا کے چچا تھے۔ تعزیت کے لئے مولانا انوار الحق صاحب دیگر اساتذہ سمیت بام خیل تشریف لے گئے اور غمزدہ خاندان کے ساتھ تعزیت کی۔ ادارہ الحق اور جامعہ حقانیہ اس عظیم سانحہ پر اپنے فضلاؑ اور دیگر پسماندگان سے تعزیت کرتا ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کا نیا فیکس نمبر :

جامعہ حقانیہ کے ساتھ خط وکتابت اور مراسلت کے سلسلے میں آسانی اور سہولت کے لئے مستقل فیکس لگادیا گیا ہے۔ اور جامعہ کا نیا فیکس نمبر یہ ہے : **0923- 630922**

مولانا محمد ابراہیم فانی

تعارف و تبصرہ کتب

کتاب : ماہنامہ حق چاریار لاہور (اپریل ۲۰۰۱)

خصوصی اشاعت : مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی ؒ نمبر

زیر نگرانی : مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

ضخامت : ۳۶۰ صفحات　　قیمت : ۱۲۰ روپے

ملنے کا پتہ : ناظم ماہنامہ حق چاریار' مدینہ بازار ذیلدار روڈ اچھرہ' لاہور۔

مناظر اسلام ترجمان احناف وکیل اہل السنہ والجماعۃ حامی السنۃ قامع البدعہ سیف المقلدین' مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ جن کی شخصیت اور وجود باجود اپنے وقت میں اس سرزمین پر اسلام کی حقانیت کی دلیل قاطع اور برہان ساطع تھی تمام فرقِ باطلہ خوارج وروافض شیعہ' مرزائی' منکرین حدیث ومنکرین حیات النبی ؐ' اہل بدعت اور بالخصوص غیر مقلدین آپ کے نام سے ترساں رہتے تھے۔ اور یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ آپ کے علوم و معارف مواہب لدنیہ کے صحیح مصداق تھے۔

فن اسماء رجال پر آپ کا عبور نہ صرف قابل رشک تھا بلکہ موجودہ دور میں آپ جیسا اس فن میں ماہر ملنا تقریباً محال ہے اول اول تو آپ نے رد عیسائیت کی طرف توجہ دی اور مختلف اناجیل کا مطالعہ کیا پھر خاص کر انجیل برناس کے تو گویا حافظ تھے اس میدان میں آپ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ چونکہ آپ سترہ سال تک غیر مقلدیت کی وادی تیہ میں سرگرداں رہے اس کے بعد شانِ کریمی نے دستگیری فرمائی۔ اور مسلک حق اہل السنۃ والجماعۃ میں اس شان اور ڈھنگ سے وارد ہوئے کہ وہ نہ صرف وکیل احناف و ترجمان اہل السنۃ ٹھہرے بلکہ آج وہ مناظر اسلام کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔

گزشتہ کئی سالوں سے غیر مقلدین سادہ لوح عوام کو تقلید اور حنفیت سے متنفر کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور اس سعی نامشکور کیلئے انہوں نے عرب ممالک سے حاصل کردہ کثیر سرمایہ بھی صرف کیا مگر پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا کے مصداق اللہ تعالیٰ نے لکل فرعون موسیٰ کی سنت کے مطابق مولانا صفدر کو ان کی سرکوبی کے لئے منتخب فرمایا۔ اور ان کے ساتھ ایسے کامیاب مناظرے کئے کہ مخالفین کے چوٹی کے

مناظر آپ کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے وہ علم کے ایک دریائے ناپید اکنار تھے ۔ آپ کا حافظہ بے مثیل تھا اور قوۃِ استدلال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بلاشبہ انہوں نے اسلام اور مسلک حق کی جو خدمت کی ہے وہ رہتی دنیا تک یادرکھی جائے گی۔

۴ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ کو جب آپ کی وفات کا واقعہ فاجعہ پیش آیا تو علمی دنیا میں صف ماتم بچھ گئی اور آپ کے سانحہ ارتحال کو ملت اسلامیہ اور بالخصوص اہل السنۃ والجماعۃ کے لئے ایک عظیم خسارہ قرار دیا گیا۔

آپ کی وفات کے بعد مختلف رسائل وجرائد میں ایسے مضامین ومقالات کا سلسلہ شروع ہوا جن میں آپ کی شخصیت کارہائے نمایاں مناظروں کی روداد یں اور علمی فتوحات کے متعلق تفصیلات وغیرہ آئیں۔ مگر ضرورت اس امر کی تھی کہ ایسی نابغہ روزگار شخصیت پر ایک جامع علمی، تحقیقی اور تفصیلی کتاب یا نمبر شائع ہو جائے۔ تا کہ ایک حوالہ جاتی دستاویز کے طور پر وہ تاریخ کے سینے میں محفوظ ہو سکے۔

چنانچہ یہ قرعہ فال ماہنامہ حق چار یار کے نام نکلا اور کارکنان ادارہ نے واقعی آپ کے شایان شان نمبر نکال کر پوری جماعت کی طرف سے گویا کفارہ ادا کر دیا۔ اس صبر آزما اور مشکل ترین کام کی انجام دہی میں بجا طور پر مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب خصوصی تبریک اور داد و تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنی انتھک کوشش سے اس کو ایک امتیازی حیثیت دلوادی۔ اور پھر صفحہ ۹۴ سے لے کر صفحہ ۱۹۲ تک تقریباً ایک سو صفحات پر محیط ایسا محققانہ مئورخانہ علمی دقائق و حقائق اور اثر آفرین لطائف و معارف سے معمور مضمون سپرد قلم کیا۔ جس سے حضرت صفدر صاحب قدس سرہ کی مکمل علمی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

راقم کے خیال میں اگر آں مرحوم کے متعلق کوئی اور مقالہ یا کتاب شائع نہ بھی ہو تو یہی ایک مضمون آپ کے مکمل تعارف کیلئے کافی ہے اور بشیر صاحب نے واقعی اپنے استاذ اور شیخ سے محبت و عقیدت کا حق ادا کیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت قاضی صاحب مولانا مظہر حسین صاحب مدظلہ پروفیسر ظفر اللہ شفیق، مولانا زاہد الراشدی اور پروفیسر میاں محمد افضل کے مضامین بھی انتہائی مفید ہیں۔

مقلدین حضرات بالعموم اور دارالعلوم دیوبند کے ساتھ تعلق رکھنے والے حضرات کو بالخصوص اس ارمغان کی قدر کرنی چاہیے۔ اور اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش ہونی چاہیے کیونکہ یہ نمبر نہ صرف ایک سوانح خاکہ ہے بلکہ ایک عظیم علمی سوغات بھی ہے۔ امید ہے ادارہ حق چار یار کے کارپرداز آپ کے دیگر مآثر بھی منظر عام پر لانے کی سعی کریں گے۔

الحمدللہ دارالاشاعت کراچی کی ایک اور علمی پیشکش

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے مشہور فتاویٰ کا مجموعہ

کفایت المفتی جدید مدلل مکمل

کمپیوٹر کتابت | عمدہ کاغذ وطباعت | مجلد بیروت انداز میں

زیر نگرانی دارالافتاء جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

ابتدائیہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تمام مسائل پر عنوانات اور حوالوں کے ساتھ جس سے مفتیان کرام محققین، علماء وطلباء اب
بہ آسانی استفادہ کرسکیں گے۔ اعلیٰ معیار کے ساتھ

عام قیمت =/1500 رعایتی قیمت =/940

نوٹ:۔ رعایتی قیمت بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ڈاک خرچہ کی رعایت

ہمارے ادارے کی مطبوعہ دیگر فقہی کتب

فتاویٰ دارالعلوم کمپیوٹر	۲ جلد	حضرت مفتی محمد شفیعؒ
فتاویٰ رحیمیہ ۱۰ حصے کامل در	۵ جلد	حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب
فتاویٰ عالمگیری اردو	۱۰ جلد کامل	اورنگزیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	۱۰ جلد کامل	حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب
علم الفقہ		حضرت مفتی عبدالشکور صاحبؒ
اسلام کا نظام اراضی		حضرت مفتی محمد شفیعؒ
خواتین کے لئے شرعی احکام		اہلیہ ظریف احمد تھانوی صاحب
حیلہٴ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح		حضرت تھانویؒ
اسلامی قانون نکاح طلاق وراثت		
مسائل معارف القرآن		حضرت مفتی محمد شفیعؒ
ہمارے عائلی مسائل		حضرت مفتی محمد تقی عثمانی

دارالاشاعت اردو بازار کراچی نمبرا فون: 2213768, 2631861

Adarts-HRA-5/2001

پروفیشنل اور تجربہ کار ٹاؤن پلانرز کے زیرِ نگرانی عظیم الشان رہائشی منصوبہ جات

10,000 روپے فی مرلہ

موٹروے سٹی خیبر بلاک

MOTOR WAY CITY

KHYBER BLOCK

خصوصی رعایات آپ کے لئے

اسلام آباد ماڈل ٹاؤن

ISLAMABAD

MODEL TOWN

خوشخبری

3 مرلہ، 5 مرلہ کے پلاٹس پر رہائشی مکان تعمیر کر کے آسان اقساط پر فروخت کیے جائیں گے

اسلام آباد سے قریب پُر شور اور پُر آلود زندگی سے بالکل پاک پُر فضا اور بہترین نظارے اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے بہترین سیر گاہ شاہ پور ڈیم، مجوزہ نیو انٹرنیشنل اسلام آباد ایئر پورٹ، موٹر وے پی اے ایف ہاؤسنگ سکیم، P.E.C.H.S ہاؤسنگ سکیم سے قریب تر، 120 فٹ چوڑی فتح جھنگ مین روڈ پر اور راولپنڈی سے 25 منٹ کی مسافت پر واقع ہے۔

طریقہ کار ادائیگی:	کمرشل پلاٹ:
2000 روپے فی مرلہ ایڈوانس	
200 روپے فی مرلہ قسط	سائز 15 x 30

نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت: 40,000 روپے وصول کئے جائیں گے

رہائشی پلاٹ: 5 مرلہ، 10 مرلہ اور ایک کنال کے رہائشی پلاٹس دستیاب ہیں

اب موٹروے سٹی خیبر بلاک کی بکنگ کا اعلان کرتے ہیں جو کہ جماعتِ اسلامی کے مجوزہ مرکز قرطبہ سٹی اور تعمیر ملت ایجوکیشن سٹی (شفا انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد) کے درمیان نیو انٹرنیشنل اسلام آباد ایئر پورٹ اور بین الاقوامی شاہراہ موٹروے کے قریب واقع ہے۔

طریقہ کار ادائیگی:	کمرشل پلاٹ:
1000 روپے فی مرلہ ایڈوانس	
100 روپے فی مرلہ قسط	سائز 15 x 30

نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت: 30,000 روپے وصول کئے جائیں گے

کارنر اور ڈبل روڈ فیسنگ پر دس فیصد زائد

کُل قیمت کا نصف یکمشت ادا کرنے پر پندرہ دن کے اندر رجسٹری

ہمیں ملک بھر، آزاد کشمیر اور بیرون ملک سے نمائندے درکار ہیں۔ خواہش مند حضرات جلد رابطہ کریں۔

آفس کے علاوہ کوئی بھی شخص رقم وصول کرنے کا مجاز نہیں

مزید تفصیلات کے لئے:

الاتحاد کارپوریشن

بروشر اور فارم دفتر سے مفت منگوائے جا سکتے ہیں

7-B دوبئی پلازہ، سکستھ روڈ چوک، مری روڈ، راولپنڈی۔ فون: 0320-4921862 ,051-4581451

سائٹ آفس: فون نمبر: 05775-664-210236

محمد نصیر خان مروت

چیف ایگزیکٹو

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت اگست، ستمبر میں آرہی ہے

'' اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام ''

ان دنوں تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ جس میں بیسویں صدی کی عالمی اسلامی تحریکات کا خلاصہ، کامیابیوں کا جائزہ اور ناکامیوں کی داستانِ درد بھی موجود ہوگی اور ساتھ ہی اکیسویں صدی میں امریکی نیو ورلڈ آرڈر، صیہونیت اور عیسائیت کی مکروہ سازشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے فکری مواد بھی موجود ہوگا۔ ان شاء اللہ یہ نمبر عالم اسلام کیلئے ایک ٹھوس لائحہ عمل پر مبنی چشم کشا دستاویز تصور کیا جائے گا اور علمی وادبی اور تاریخی موضوعات سے دلچسپی رکھنے والے حلقوں کیلئے یہ نمبر خصوصی اہمیت کا حامل ہوگا۔

جن اہم حضرات کے مقالات ابھی تک وعدے کے مطابق موصول نہیں ہوئے ان سے آخری بار گذارش ہے کہ وہ اپنی گرانقدر نگارشات جلد از جلد ماہنامہ الحق کے نام ارسال کردیں۔

نوٹ: جو کاروباری ادارے اپنے اشتہارات اس نمبر میں شائع کروانا چاہتے ہیں تو وہ ابھی سے ادارہ سے رجوع کریں۔

دفتر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ، سرحد